من عرف نفسه فقد عرف ربه

الحمد للہ علی احسانہ و نوالہ کہ عجالہ نافعہ

ہدیۂ اشرف
فی
ترجمۂ من عرف

مترجمہ

شمع شبستان قادری رونق بوستان قلندری حقائق و معارف مظہر عالی تبار والا گہر
مولوی محمد تقی حیدر سلمہ اللہ العلی الاکبر

باہتمام محمد قادر بخش مالک مطبع و مہتمم

اصح المطابع لیتھو پریس لکھنؤ میں چھپا

سنہ ۱۹۱۴ء

فہرست مضامین کتاب ہدیۃ الشرف فی ترجمہ من عرف

فہرست حواشی کتاب ہدیۃ الشرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لِاَوَّلِ کُلِّ اَوَّلٍ وَّاٰخِرِ کُلِّ اٰخِرٍ ھُوَ الْفَرْدُ الْوَاحِدُ مِنْ غَیْرِ عَدَدٍ وَّھُوَ الْبَاقِیْ بَعْدَ کُلِّ اَحَدٍ ۞ اقسام اقسام کے جواہر حمد وثنا نثار اوس شاہد لایزالی کے کہ جسنے باقتضاے حبِ ذاتی خلوت تنزیہ سے جلوت تشبیہ مین قدم رنجہ فرمایا اور خود ناظر و خود منظور ہوا اور پھر خود ہی نے اپنی اطلاقی حالت مین وہم تقییدات سے مستغنی ہوکر اپنے دام گیسو مین سبکو مقید کیا اور اُن قیود کا "تعین" و "اعتبار" نام رکھا اور اُن تعینات مین بالخصوص تعین انسانی محمدی مین جلوہ گر و مشہود ہوکر بتمام وکمال اپنا عرفان حاصل کیا ۞

دیکھا ہے خدا نے اپنا عالم		آئینہ بنا کے قدِ آدم	

صلی اللہ علیہ وسلم - اور جسطرح حمد اُسکی محال ہے اُسی طرح اُسکے مظہر جامع واتم صاحب لوح وقلم حضرت سرور کائنات معدن تجلیات مصدر تعینات منبع اعتبارات مخبر من رانی فقد رای الحق کی مدح سرائی اور مبشر من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کی وصف طرازی ناممکن ہی جو عین عرفان ہے کہ العجز عن درک الادراک ادراک ۞

۱؎ حمد اُسکے لیے ہی کہ جو ہر اول کا اول اور ہر آخر کا آخر ہے - وہ فرد واحد ہے بغیر کسی عدد کے اور وہ باقی ہی بعد ہر ایک کے ۱۲

۲؎ جس نے مجکو دیکھا اُسنے حق کو دیکھا ۱۲

۳؎ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُسنے اپنے پروردگار کو پہچانا ۱۲

۴؎ ادراک کے ادراک سے عاجز ہونا ہی ادراک ہے ۱۲ -

زلافِ حمد و نعت اولی ست بر خاک ادب خفتن	ابجودی بیتوان کردن بودی می توان گفتن

اما بعد بندۂ احقر تقی حیدر ناظرین نکتہ سنج و انصاف آئین کی خدمت مین عارض مدعا ہی کہ یہ چند صفحات تحقیق من عرف نفسہ فقد عرف ربہ مصنفہ حضرت عارف کامل ثانی شیخ اکبر مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر قدس سرہ الاطہر کا ترجمہ ہین جو حضرت مختشم الیہ کی اوائل تصانیف سے ہی اور جو بعد خود بدولت کی نظر ثانی و اضافہ کثیر اور حضرت مولانا شاہ محمد حبیب حیدر قلندر مدظلہ العالی کی تصحیح کے زبان فارسی مین بصورت کتاب ضخیم موسوم بہ القول الموجہ فی تحقیق من عرف نفسہ فقد عرف ربہ نظر افروز ناظرین ہو چکی ہے اور قبل اس نظر ثانی کے بصورت ایک مختصر رسالہ کے بھی جو بجاے خود اس ضخیم کتاب کی روح کہی جا سکتی ہے اور دیدۂ اہل بصیرت کے لیے جان افروز۔ مین نے جب اس مختصر رسالہ کی زیارت کی اور اسکے برکات سے مستفیض ہوا اور اسکو کتاب شایع شدہ سے مقابلہ کرنے پر بباطن بالکل ایک اور بظاہر ایسا مختلف پایا کہ گویا یہ رسالہ ہی دوسرا ہی تو اثناء استفاضہ مین مجھے یہ خیال آیا کہ اگر اسکا ترجمہ سلیس اردو زبان مین مع حل الفاظ مشکلہ بغرض استفادہ ارباب ذوق و اصحاب شوق کر دیا جاوے تو اس مختصر رسالہ کی بھی اشاعت ہو جائے اور اس ضمن مین یہ امر بھی خوب واضح ہو جاے کہ اپنی معرفت سے حق کے عرفان کی مثال ایسطرح پر ہے کہ جسطرح پر اس ترجمہ کے مطالعہ سے اصل رسالہ کے کل الکل مضامین کا علم حاصل ہوتا ہی چنانچہ بتائید مرشدی مین اپنے ارادہ مین کامیاب ہوا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔ اس ترجمہ مین مین نے یہ زائد کوشش کی ہے کہ ترجمہ محض لفظی نہو بلکہ عام فہم ہو اور اسیوجہ سے مین نے اکثر اشعار فارسیہ نظر انداز کر دیے اور بجاے انکے حضرت لسان الحق شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ کے اردو اشعار جا بجا استناداً داخل کر دیے۔ اور آیات قرآنی وغیرہ کے ترجمے حاشیہ پر لکھدیے نیز جتنے الفاظ مشکلہ مصطلحہ حضرات صوفیہ تھے اپنی سمجھ کے موافق حل کیا اور زیر حاشیہ لکھے اور اسکا نام ہدیۃ الشرف فی ترجمۃ من عرف رکھا۔ خدا اس رسالہ شریفہ کے مضامین سے ناظرین کو فیضیاب کرے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد کے لائق وہ ذات ہی جس نے اپنا سر کار[1] چشم اغیار[2] سے پوشیدہ رکھا اور اپنے جمال حقیقت سے
دیدۂ عقل کو باوصف عین نزدیکی کے نابینا کیا۔ وہ کریم برحق کہ جسکے سوابق کرم سے فاذکرونی
اذکرکم[3] ایک آیۃ ہے اور وہ رحیم مطلق کہ جسکی بڑی بڑی رحمتون سے کنت[4] سمعہ وبصرہ و
یدہ ولسانہ۔ ایک نعمت ہی اور نعت اُس موجود باجود کو زیبا کہ جسکے انوار وجود رحمت عامہ سے
تمامی مخلوقات وعامہ موجودات بہرہ اندوز ہی کما قال تعالیٰ شانہ۔ وما[5] ارسلناک الا رحمۃ

---

[1] سر کار سے مراد ہی ذات کا اپنی آپ کو ملاحظہ کرنا مع کمال اسمائیہ صفاتی کے جیسا کہ حدیث قدسی میں ہی کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لکی اعرف یعنی میں چھپا ہوا خزانہ تھا بس مجھے یہ محبت ہوئی کہ میں پہچانا جاؤن پس مین نے خلق کو پیدا کیا تا کہ مین پہچانا جاؤن ۱۲

[2] اغیار سے مراد وہ لوگ ہین کہ جو محجوبان عن الحق ہین اور وہم غیریت و جزئیت مین گرفتار جن کے واسطے یہ آیۃ ہے کہ اولئک کالانعام بل ھم اضل سبیلا یعنی وہ لوگ مثل چوپایون کے ہین بلکہ اُس سے بھی گمراہ تر اگرچہ وہ بھی احاطۂ وجود سے باہر نہین مگر بوجہ اپنی کلیت سے غفلت اور جزئیت مین گرفتاری کے وحدت سے دور اور غیریت مین مستور ہین سو تعین ہر یکے زا کردہ محبوس ☆ ز جزئیت کلی گشتہ مایوس ☆ اور یہی یاس بسبب غیریت ہی حق تعالیٰ فرماتا ہے انہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون ای المحجوبون یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہین ہوتے ہین مگر قوم کافر یعنی وہ لوگ جو حق سے حجاب مین ہین۔ اور اسی یاس کا رفع کرنا اور درمیان یاس اور امید کے رہنا شان ایمانی ہی کیونکہ حدیث مین ہے کہ الایمان بین الخوف والرجاء یعنی ایمان درمیان خوف اور امید کے ہی ۱۲

[3] ترجمہ۔ بس تم مجکو یاد کرو مین تم کو یاد کرون ۱۲۔

[4] ترجمہ۔ مین اُس کی قوت سامعہ ہوگیا اور اوس کی بینائی اور اوسکا ہاتھ اور اُسکی زبان ۱۲

[5] ترجمہ جیسا کہ باری تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمنے تم کو (اے رسول) نہین بھیجا مگر رحمت واسطے تمام عالمین کے ۱۲۔

للعالمین لیکن اگر کوئی اس نعمت کی قدر نکرے تو مجبوری ہے [۱] شکر فیض تو چمن چون کند ای ابر بہار
کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردۂ تست کیونکہ اُس نسخۂ جامعہ انسان کبیر صلے اللہ علیہ وسلم کے
ادوار فلکی کی طرح دو ہین اور ہر دورہ کی وضع بلحاظ اوسکی قابلیت کے ہی اسی طرح ہر شخص
موافق اقتضاء اپنے عین [۲] ثابت کے صفات وکمالات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفیض
ہی خدا کی رحمت آپ پر ہو اور آپ کے آل و اصحاب پر کہ جن کی محبت ظاہری و باطنی کی وجہ
سے انوار و آثار باقی ہین بلکہ جو لوگ ان حضرات کے وسیلہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف متوجہ ہین وہ بھی بقدر اپنی حیثیت و استعداد کے بہرہ اندوز ہین۔ اما بعد بندہ تراب

---

[۱] جاننا چاہیے کہ انسان کبیر عالم کبیر یعنی آفاق کو کہتے ہین اور عالم صغیر نفس انسان کو کہتے ہین۔ جو کچھ عالم کبیر آفاق مین مفصلاً ہے وہی عالم صغیر نفس یعنی انسان مین مجملاً ہے اور ان سب کی جامع ذات نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہے کہ جو جمعیت الٓہیہ کی جامع اور اسمین متفرد ہی اور اسم ذات گو کہ جو کل اسما و صفات کا جامع ہے مظہر ہے موجودات مین نوع انسانی سب سے اشرف و اکرم ہے جسکی شاہد یہ آیۃ ہے کہ ولقد کرمنا بنی ادم وحملناھم فی البر والبحر (اور تحقیق ہمنے اولاد آدم کو بزرگی دی اور خشکی و تری مین اُن کا بوجھ اُٹھایا) اور اس نوع انسانی مین کاملین انبیاء علیہم السلام ہین اور ہر نبی مظہر ایک اسم کلی کا ہے اور تمامی اسمار کلیہ اسم اعظم اللہ کے تحت مین داخل ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسکے مظہر ہین اسیوجہ سے آپ اکمل موجودات اور کل کمالات مین متفرد ہین جو جو کمال جس جس نبی و رسول کو حاصل تھے وہ آپ ہی کے کمالات مین سے تھے اور آپ تمام کمالات کے جامع ہین چاہے وہ کمال جزئی ہون یا کلی۔ اور کسی نبی و رسول کا کمال ایسا نہین ہے کہ جو آپکے کمالات کے تحت نہو اور نہ کوئی ایسا مظہر ہے کہ جسمین آپ بوجہ اپنی کلیت و جامعیت کے ظاہر نہون بالجملہ آپ کا نسخۂ جامعہ انسان کبیر ہونا ان حدیثون سے ظاہر ہے کہ لولاک لما خلقت الافلاک (اگر تجکو نہ پیدا کرتا تو مین آسمانون کو نہ پیدا کرتا) اور لولاک لما اظہرت الربوبیت (اگر تجکو نہ ظاہر کرتا تو مین ربوبیت نہ ظاہر کرتا۔ زائد تفصیلی معنی دیکھنا ہون تو فصوص الحکم و فتوحات و زبدۃ الحقائق و بحر المعانی وغیرہ کو دیکھیے۔

[۲] عین کی جمع اعیان ہے اور اعیان صور علمیہ کو کہتے ہین یعنی وہ صورتین حقائق عالم کی جو قبل تخلیق عالم کے علم الٓہی مین قرار پائی تھین اور اب بھی ہین اور رہین گی اور صور علمیہ کو حقائق اشیا بھی کہتے ہین اور اعیان کو معلومات و معدومات حق بھی کہتے ہین معلومات اسلیے کہتے ہین کہ حق تعالی نے حقائق عالم کو اپنے علم مین معلوم کر لیا ہے اور معدوم اسلیے کہتے ہین کہ اعیان نے فقط علم حق مین صورت اختیار کی ہے نہ ظاہر مین اور بسبب موہوم ہونیکے وہ گویا معدوم ہین اور اُنکو حقائق الممکنات اور آزال الممکنات بھی کہتے ہین۔ اور حکما و فلاسفہ کی اصطلاح مین اُنکو شئے معدوم و ماہیت کہتے ہین اور معتزلہ شی ثابت اور حضرات متکلمین معدوم معلوم کہتے ہین۔ اور حضرات صوفیہ مراتب دخلی مین صور اور تعینات اسمار حق کے علم مین ثابت ہونے کو اعیان کہتے ہین اور مراتب دخلی تین ہین احدیت و وحدت احدیت فقط مرتبۂ واحدیت مین اعیان ثابت ہین۔ اعیان وجود حق سے موجود ہوے ہین نہ اپنے آپ سے اسلیے کہ غیر حق تعالی کا وجود معدوم محض ہی اور معدوم محض کا موجود ہونا محال ہے اور اعیان ثابتہ کو فنا نہین ہے ورنہ علم حق تعالی کا فنا ہونا لازم آوے گا ۱۲

اقدام حیدریان اعلی المقام علی انور ابن کجامع کمالات انسیہ[1] وصفات قدسیہ معظم ومفخر اقران واماثل مولانا شاہ علی اکبر قلندر مدظلہ العالی الی مرور الایام واللیالی عارض مدعا ہی کہ یہ ایک عجالہ نافعہ موسوم بہ القول الموجہہ فی تحقیق من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ہی کہ جو حسب خواہش وقت وفرمائش حال کے لکھا گیا امید کہ ناظر غیر مناظر کو نظر افروز ہو خدا ہم کو اور ہمارے دوستون کو مقام تحقیق ومرکز حق پر قائم رکھکر علم نفس اور اُسکے متعلقات نصیب کرے اور مقام سر ایجاد وتکوین[2] پر پہونچاے قل ھٰذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی سبحان اللہ وما انا من المشرکین[3]۔

وصل حضرت شیخ ابراہیم کردی بحوالہ حافظ سخاوی کہتے ہین کہ ابو مظفر سمعانی بے بیان کیا کہ یہ قول من عرف نفسہ فقد عرف ربہ[4] حضرت یحیی معاذ رازی کا ہی لیکن امام نووی کے نزدیک یحیی معاذ رازی کا یہ قول ہونا ثابت نہین ملا علی قاری نے اپنے رسالہ المصنوع فی احادیث الموضوع مین لکھا ہے کہ یہ حدیث من عرف نفسہ الخ ابن تیمیہ کے نزدیک موضوع ہے اور حافظ سیوطی نے قول الاشبہ فی حدیث من عرف نفسہ فقد عرف ربہ مین لکھا کہ اسکا حدیث ہونا ثابت نہین ہے۔ زرکشی نے احادیث مشتہرہ مین لکھا کہ ابن سمعانی کے نزدیک یہ حضرت یحیی معاذ رازی کا قول ہے انتہی مین کہتا ہون کہ یہ حدیث اہل کشف کے نزدیک صحیح ہی

---

[1] کمال انسی یہ ہے کہ بندہ کو اپنی عبودیت کا عرفان اور حق کی ربوبیت کا مشاہدہ ہو اور صفات قدسی یہ ہین کہ بندہ بصفات الٰہی متخلق ہو جسکا حکم ہے کہ تخلقوا باخلاق اللہ (یعنی عادتین سیکھو خدا کی عادتون سی) ۱۲

[2] ایجاد کہتے ہین ظہور وجود حقیقی کو اعیان ثابتہ مین اور عالم مین اور تکوین کہتے ہین موجودات کو کتم عدم سے عرصہ ظہور وجود مین لانے کو۔ اور سر ایجاد وتکوین یہ ہے کہ انسان اپنی ذات کا عرفان کہ جو عین عرفان حق ہے (جیسا کہ رسالہ ہذا سے بخوبی واضح ہوگا) بوجہ اتم حاصل کرے جو اصل کار ومقصد ہے اور جس کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ ماخلقتُ الجنّ والانس الالیعبدُون۔ ای لیعرفون (یعنی مین نے جن وانس کو بجز اس کے کسی اسے نہین پیدا کیا کہ عبادت کرین یعنی عرفان حاصل کرین)۔

[3] کہہ تو اے محمدؐ کہ یہ راستہ میرا ہے۔ بلاتا ہون مین طرف اللہ کے اوپر بصیرت کے۔ مین اور تابعین میرے پاک ہے اللہ اور نہین ہین ہم مشرکین سے ۱۲

[4] ترجمہ جسنے اپنے نفس کو پہچانا اُسنے اپنے پروردگار کو پہچانا ۱۲

اور وہ اسکو اپنی کتابوں میں بصیغۂ جزم بطریق الحجت لائے ہیں منجملہ ان کے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ہیں کہ جنھوں نے اِس حدیث کو اپنی کتاب عقلۃ المستوفر میں بصیغۂ جزم لکھا ہی اور یہ لکھا ہے کہ عقل اول نے (جو نور نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہی) اپنے نفس کو پہچانا اور اسکی معرفت سے اپنے ایجاد کرنے والے کو جانا اور حضرت شیخ نے اپنی دوسری کتاب بلغۃ الغواص میں لکھا ہے کہ شناخت ربوبیت بشناخت نفس ہی جیساکہ آن حضرت نے فرمایا کہ "جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُسنے اپنے رب کو پہچانا" اور یہ بھی آپ نے فرمایا کہ "تم لوگون مین جو شخص اپنے نفس کا زیادہ عارف ہی وہی اپنے پروردگار کا زائد عارف ہے" اور اسرائیلیات مین ہے کہ اے انسان معرفت رب کے لیے اپنے نفس کی معرفت حاصل کر اور کلام مجید مین ہی کہ نسوا اللہ فانساھم انفسھم یعنی اُنھون نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے ان پر اُن کی ذاتون کو بھلا دیا انتہی یہ آیت اس حدیث کے شواہد مین سے ہے اور مین نے کسی کو سوائے حضرت شیخ اکبر کے اسپر تنبیہ کرتے نہ دیکھا اور اس عبارت سے دلیل لانے کی وجہ نفس کی پہچان سے رب کی پہچان متعلق ہونے پر یہ ہے کہ اگر یہ ارتباط نہوتا تو انکا اللہ کو بھول جانا اپنی ذاتون کے بھول جانے کا سبب نہ ہوتا کیونکہ اپنے آپ کو بھول جانا محض اسوجہ سے ہی کہ وہ اللہ کو بھول گئے۔ کیونکہ جن دو امرون مین کسی طرح کا ارتباط نہوئے نہین یہ ممکن ہے کہ ایک مع دوسرے کے نسیان کے پہچانا جاوے لیکن انکا اللہ کو بھول جانا ہے اُنکی اپنی ذاتون کو بھول جانے کا سبب ہے پس معرفت نفس معرفت رب کو مستلزم ہوئی۔ اور اگر یہ ممکن ہوتا کہ وہ اللہ کو بھول جاتے اور اپنے آپکو نہ بھولتے تو اُسکے ساتھ ہی یہ بھی ضرور تھا کہ وہ آنحضرت کے پند و نصائح و دعوۃ اسلام کو قبول کرتے کہ جو فی الواقع اُن کے لیے مفید تھا مگر اُنھون نے نہ سنا در گیا اور سننا اُنکو کرنا بلا انقیاد حق تعالی کے ہو نہین سکتا (انقیاد کے معنی یہ ہین کہ بندہ موافق حق کے اوامر و نواہی کے اُسکی اطاعت کرے) اور یہ امر اُنکی سمجھ مین نہین آسکتا تھا جب تک وہ پہچانتے کہ ہم اپنے تمامی کمالات وجودیہ مین مثل اپنی اصل وجود حقیقی کے محتاج ہین اور وہی اس

قابل ہے کہ صرف اُسی کی عبادت کی جائے۔ اول بسبب اُسکی اپنے ماسوا سے غنای ذاتی کے
دوم اسوجہ سے کہ وہ تمامی کمالات کا جامع ہے اور ماسوی اللہ[1] اپنے کل حالات مین اُسی کی
محتاج ہین۔ اس امر کی معرفت عین معرفت حق ہے کہ جو نسیان کے منافی ہے اور
یہ ممکن نہین کہ وہ حق کو تو بھول جائین اور اپنی ذاتون کو نہ بھولین کیونکہ اس سے
اجتماع النقیضین لازم آتا ہی جو محال ہے اور جو چیز کہ مستلزم محال ہے وہ خود محال ہی لہذا اپنے
نفس کا عرفان اور حق کی فراموشی محال ہے پس اس سے رب کی پہچان اور نفس کی پہچان مین
باہم ربط ہونا ثابت ہوا اور یہی مقصود ہی۔

وصل اس حدیث کے معنی مین امام سخاوی مقاصد حسنہ مین لکھتے ہین کہ اس حدیث کی
تاویل یون کی جاتی ہے کہ جسنے اپنی ذات کو بصفت حدوث پہچانا اُسنے اپنے رب کو بصفت قدم
پہچانا اور جس نے اپنی ذات کو فانی سمجھا اپنے رب کو باقی سمجھا امام نودی اپنے فتاوی مین لکھتے
ہین کہ جسنے اپنے نفس کو ضعیف اور پروردگار کا محتاج سمجھا اُسنے اپنے رب کو بصفات قوت
وقہر و غلبہ و کمال مطلق و صفات عالیات پہچانا اور شیخ تاج الدین ابن عطاء اللہ
لطائف المنن مین لکھتے ہین کہ مین نے اپنے شیخ ابوالعباس مرسی سے سنا کہ وہ فرماتے تھے
کہ اس حدیث کی دو تاویلین ہین اول یہ کہ جسنے اپنے نفس کو بذل و عجز و فقر پہچانا اُسنے اپنے
رب کو بقدرت و غنا پہچانا تو پہلے معرفت نفس ہے بعد اُسکے معرفت رب دوسرے یہ کہ
جس نے اپنے نفس کو پہچانا تو یہ شناخت شناخت حق پر دلالت کرتی ہے اول سالکین کا حال ہی
اور دوسرا مجذوبین کا حضرت شیخ ابوطالب مکی قوت القلوب مین لکھتے ہین کہ من عرف نفسہ الخ
کے معنی یہ ہین کہ جسوقت تونے اپنے صفات نفسانی کو معاملات خلق مین پہچانا اور تو اپنے
افعال مین اعراض اُنسے مکروہ جانتا ہے پس اسی سے اپنے خالق کی صفت تونے پہچانی

---

[1] ماسوی اللہ کائنات کو کہتے ہین اسلیے کہ اعیان واکوان کی صورتون مین وجود حق مستتر ہوا در یہی اشتمال
باعث اس ماسوائی کا ہے ؎

زردی ذات بر افگن نقاب ہمارا — نہان باسم مکن چہرہ مسمے را ۱۲

لہذا اقتضائے الٰہی پر راضی رہ اور اُسکے ساتھ معاملت ایسی کر کہ جو شایان ہے۔ مگر میرے نزدیک یہان پر دوسرے معنی ہین وہ یہ کہ جسوقت تو نے اپنے آپ کو مظہر کامل کل مظاہر سے سمجھا اُسوقت تو نے حق کو جامع اُن کل متقابلات کا کہ جو آیات تنزیہ و تشابہات مین وارد ہین جانا اور یہ بھی جانا کہ حق کو عین تنزیہ مین تجلی ہے جس مین جا ہے جسطرح چاہے جب چاہے۔ تنزیہ اور تجلی مظاہر مین کوئی لاگ ڈانٹ نہین اسلیے کہ حق سبحانہ کو وہ اطلاق حقیقی ہے کہ جسکے مقابلہ مین کوئی تقید نہین اور اطلاق ہی کا تقاضا تنزیہ اور تجلی کی یکجائی ہے بلا منافاۃ۔ اگر اسی مقام سے حضرت مرشدنا شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ کا ارشاد ہے ؎

اُسے محض مطلق مت کہو کہ مقید آپ ہوا ہی وہ	وہی ایک ہے جو بنا ہی دو نہ وہ مخفی ہی نہ پدید ہے
وہی کعبہ ہی وہی دیر ہے وہی قدر شر و خیر ہی	نہ وہ عین ہی نہ وہ غیر ہے نہ مراد ہے نہ مرید ہے
نگاہ کاظم رہنما بطفیل باسط مقتدا	ہی وہی شہود تراب کا کہ قلندرون کی جو دید ہے

اور اسکی تفصیل حضرت شیخ اکبر نے کتاب عقلۃ المستوفز مین یون ذکر کی ہے کہ انسان ایک ایسا مختصر شریف ہے کہ جس مین عالم کبیر کے معانی جمع ہین اور حق تعالیٰ نے اسکو تمامی اشیاء عالم کا جامع اور اپنے تمامی اسماء کا مسمّٰی بنایا ہے اسی لیے آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا اور یہین سے حضرت صاحب فرماتے ہین ؎

خدا کی شکل پر آدم بنا ہے	یہ آدم کیا عجب عالم بنا ہے
دل اُس کا ہے مثال لوح محفوظ	اُسی کی نقل جام جم بنا ہے
تعین مین نہین جز لاتعین	وہی بیچون یہ سب عالم بنا ہے
کہین موسےٰ کہین فرعون وہان مان	کہین عیسیٰ کہین مریم بنا ہے

سلہ ذات حق کو عیوب و نقصانات امکانیہ سے پاک جاننا اور باوجود ان اعتبارات اور ظہورات کے ذات حق کو ہر حال مین مجرد اور منزہ ماننا ۱۲

سلہ ذات حق کو باوجود تنزیہ کے ہر ذرہ عالم مین جلوہ گر دیکھنا ۱۲

سلہ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ ۱۲

کہین ہنستا کہین روتا کہین چپ	کہین شادی کہین ماتم بنا ہے
تراب اُسکو کسی دم بھر پیے مست	کہ وہ ہر دم ترا ہمدم بنا ہے

سلطان العلما شیخ عزالدین بن عبد السلام نے حل الرموز مین لکھا ہے کہ حق تعالی نے جس کسی کو دیدہ بصیرت وحقیقت بین عطا کیا اور اپنے مخفیات و مغیبات مشاہدہ کرائے وہ جانتا ہی کہ کونین مین ایک ذرہ بھی ایسا نہین کہ جو بجید گیہا ے ذاتِ حق مین مندمج نہو کسی نے خوب کہا ہی ؎

درختے ہے وادی ایمن	ارنی گوے طور نادان ہی

اور حضرت صاحب فرماتے ہین ؎

جو عارفِ حق ہین اُنھین حق دکھ پڑی ہے	ہر ذرۂ عالم مین ہے منصور کا جلوہ

اور یہی رمز قول من عرف نفسہ فقد عرف ربہ مین ہی اور حقیقتاً اس حدیث سے وہ چیز ظاہر ہوتی ہی کہ جسکا کشف ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ حق تعالی نے روح کو اس جسم کثیف ناسوتی مین بہ طور لطیفہ لاہوتی کے امانت رکھا جو وحدانیت اور ربانیت واجب تعالی پر دلالت کرتی ہے اور اسکا استدلال دس وجہون پر ہے اول یہ کہ ہیکل انسانی اپنی مدبر اور محرک کی کہ جو روح ہی محتاج ہے لہذا جسطرح کہ ہیکل انسانی مدبر و محرک کی محتاج ہے اوسی طرح عالم بھی محرک و مدبر کا محتاج ہے اور اُسکے مدبر و محرک کا ہونا ضروری ہے دوسرے یہ کہ مدبر بدن ایک ہی ہے (یعنی روح) لہذا مدبر اس عالم کا بھی ایک ہی ہے کہ جسکے ملک مین کوئی شریک نہین کلام مجید مین ہے کہ لَوْ کَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا[۱] اور دوسری جگہ پھر فرماتا ہے کہ اگر خدا کے ساتھ چند اور معبود ہوتے جیسا کہ مشرکین کا خیال ہے اُسوقت وہ خدا سے لڑتے مگر خدا اُن کے اِس خیال فاسد سے منزہ ہے[۲] اور پھر تیسری جگہہ فرماتا ہے کہ

[۱] ترجمہ۔ اگر کونین مین سوای خدا کے کوئی اور معبود بھی ہوتا تو دونون مین فساد پڑتا۔ ۱۲

[۲] آیۃ یہ ہے لو کان معہ الہۃ کما یقولون اذا لابتغوا الی ذی العرش سبیلاہ سبحنہ وتعالی عما یقولون علوا کبیراہ سیپارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ۱۲

نہ کوئی لڑکا ہی خدا کے اور نہ اُس کا کوئی شریک ہی[۵۱] اگر چند خدا ہوتے تو ہر خدا اپنی مخلوق کی
طرفداری کرتا اور بعض بعض پر غالب آتے۔ اُن کے اقوال بیہودہ سے خدا پاک ہی تیسری
دلیل یہ کہ جسطرح جسم بلا ارادہ روح متحرک نہین ہی اسی طرح عالم و تمامی کائنات بھی بخیر و شر بلا
امر الٰہی متحرک نہین ہو سکتے چوتھی دلیل یہ ہی کہ جسطرح جسم کی کوئی چیز بلا علم و شعور روح متحرک
نہین اور نہ روح سے کوئی حرکات جسمانی پوشیدہ ہین اسی طرح حق تعالیٰ سے بھی کوئی چیز
ذرہ برابر پوشیدہ نہین پانچوین دلیل یہ کہ اُس جسم مین کوئی چیز روح سے زائد جسم سے قریب
نہین بلکہ روح جسم کی ہر چیز سے قریب ہی اسی طرح حق تعالیٰ ہر چیز سے قریب ہے بلکہ
اُس سے نہ کوئی چیز قریب ہے نہ بعید کیونکہ وہ قرب و بعد سے منزہ ہے چھٹی دلیل یہ کہ جسطرح
روح قبل وجود جسم موجود تھی اور بعد جسم بھی موجود رہے گی اسیطرح حق تعالیٰ قبل تخلیق عالم
موجود تھا اور بعد فناء عالم کے بھی موجود رہیگا کیونکہ اُسکی ذات زوال سے مقدس و مبرّا
ہے ساتوین دلیل یہ کہ جسطرح روح کی حقیقت و کیفیت باوجود اُسکے جسم مین موجود ہونے
کے نہین معلوم ہوتی اسیطرح حق تعالیٰ بھی کیفیات سے مقدس ہے ٥

تعالیٰ شانہٗ عمّا یقولون	منزہ ذاتش از چند و چہ و چون

آٹھوین دلیل یہ کہ جسطرح روح باوجود جسم مین ہونے کے اینیت[۵۲] سے مبرا ہے اسی طرح
حق تعالیٰ بھی اینیت و کیفیت سے مبرا و منزہ ہے جسطرح روح بدن مین موجود ہی اور جسم کی
کوئی چیز اُس سے خالی نہین اسی طرح حق تعالیٰ بھی ہر مکان مین موجود ہے اور کوئی جگہ اُس سے
خالی نہین اور پھر وہ زمان و مکان دونون سے منزہ ہی ٥

وہی یاد ہے نشان جو بے نشان ہو	نشان اُسکا کسی سے کب بیان ہو
تلاش اُس کی کرو یارو جہان ہو	منزہ وہ تو ہے کون و مکان سے

۵۱ آیہ یہ ہی ما اتخذ اللہ من ولد وما کان معہ من الٰہ اذا لذہب کل الٰہ بما خلق ولعلا بعضہم علی بعض سبحان اللہ عما یصفون ۵ سیپارہ ۱۸ سورۂ مومنون ۱۲

۵۲ اینیت کہتے ہین وجود عینی (اعیان ثابتہ کا بیان گذر چکا ہے) کی تحقیق کو بحیثیت مرتبۂ ذاتیہ کے ۱۲

کوئی جاگہہ نہین پر اُس سے خالی
زمین ہو عرش ہو یا آسمان ہو

تراب اُسکا ٹھکانا کیا بتائے
خدا جانے وہ ہر جائے کہان ہو

نوین دلیل یہ ہی کہ جس طرح روح باوجود جسم مین ہونے کے محسوس و مجنوس و ممسوس نہین اسیطرح حق تعالی بھی جس حس لمس مس سے منزہ ہی۔ دسوین دلیل یہ ہی کہ جس طرح روح باوجود جسم مین موجود ہونے کے ادراک نہین کی جاتی اور نگاہون اور صورتون کی مثال مین نہین آسکتی اسی طرح حقتعالے کا کنہ ادراک غیر ممکن اور محال ہے کیونکہ وہ نہ صورتون اور نشانات کی مثال مین آسکتا ہے اور نہ چاند اور سورج کے مشابہ ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ لسان الحق کا ارشاد ہے

کوئی ایسی ذات کو کیا کہے جو نہ فرد ہی نہ وحید ہے
صفت اُسکی ہووے کسی سے کیا نہ وہ دید ہے نہ شنید ہے

پس یہی معنی اس قول کے مین کہ جسنے اپنی ذات کو پہچانا اُسنے اپنے پروردگار کو پہچانا یہی مقام ہے حضرت لسان الحق کا ارشاد ہی

جو ہر وجود مین ثابت اُسی کی ہستی ہے
تو خود پرستی مری عین حق پرستی ہی

اور اس حدیث کے ایک اور معنی ہین وہ یہ کہ اس امر کی شناخت کہ صفات نفسانی صفاتِ ربانی کے خلاف ہین پس جس نے اپنے نفس کو بفنا پہچانا اُسنے رب کو بہ بقا پہچانا اور جس نے اپنے کو بعبودیت پہچانا اُسنے حق کو بربوبیت پہچانا وقس علی ہذا پس گویا اس قول من عرف الخ مین مستحیل کو مستحیل پر معلق کیا اس لیے کہ اپنے نفس کا علم مع کیفیت وکمیت واینیت کے مستحیل ہے اور جب مستحیل ہے تو وہ بدرجہ اولی مستحیل ہے دوسری دلیل وہ ہے جو مین نے اپنے رسالہ زواہر الافکار شرح جواہر الاسرار مین لکھی ہے کہ موحدین کے نزدیک بنظر فطرت اصلی سب عین حق ہی پس اپنا علم بھی اپنے تعین تشخصیہ کو چھوڑ دینے کی بنا پر عین علم حق ہی اور نفس بنظر تشخصیت

۱؎ جس بمعنی پتہ لگنا ۱۲ حس بمعنی آگاہ ہونا ۔ ۱۲ لمس و مس دونون کے معنی گھسنے کے ہین اور مجازاً چھو جانا مراد ہے ۱۲

۲؎ کنہ اس ماہیت الٰہی کو کہتے ہین کہ جو ادراک مدرک سے باہر ہو ۔ ۱۲

۳؎ ترجمہ نہین ہے مثل اُسکے کوئی چیز اور وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے ۱۲

اسکا غیر ہے اور بنظر عینیت عین جیسا کہ سمجھدار پر پوشیدہ نہین۔ جو شخص حقیقت گل سے واقف ہی وہ ماہیت سبو و آبخورہ سے بھی واقف ہی حضرت صاحب فرماتے ہین ؎

جسے نشۂ معرفت ہو وہ جانے	وہی گل ہی جو شکل جام و سبو ہی

اور اسی تغایر و امکان کی وجہ سے حق رب ہے اور نفس عبد و مربوب البتہ شناخت مربوب سے شناخت رب کی قابلیت پیدا ہوتی ہے جیسے صنع سے صانع کی شناخت اور یہ سخن بر طریق حقیقت ہی اہل حقیقت کے سامنے اور مجاز ہے اہل مجاز کے روبرو اور شناخت مربوب سے صورت و ذات و حقیقت رب کیون نہین پہچان سکتے کیونکہ جب معلوم ہوا کہ پیدا کرنے والا اسکا ایک شخص ہے تو یہ معرفت ہی اور یہ کہ وہ پیدا کرنے والا متصف بصفت خالقیت ہے یہ معرفت معرفت صفت ہی اور یہ کہ وہ امکان و حدوث اور کل نقائص سے منزہ ہی یہ معرفت معرفت حقیقت ہے اگرچہ یہ معرفت پوری نہو لیکن نفی عرفان کلیہ سے مبرا ہے اور نقص اس عرفان کا بنظر اس غیرت اعتباریہ کے ہی لہذا خلاصہ اس حدیث کے معنی یہ ہوے کہ جو شخص اپنی غیرت اعتباریہ سے غافل ہے اور بسبب علم عینیت نفس کے ذات تعالیٰ کا عاقل۔ تو اُسنے اپنے کو کیا پہچانا خدا کو پہچانا۔ (جناب حضرت صاحب ؎

علم غیریت نے ڈالا در رب کو یار سے	ورنہ ہر صورت مین دیکھو جلوۂ محبوب ہے

اور اوس کی شناخت کی علامت یہ ہی کہ من و تو کا خیال اور ہر چیز کی فکر جاتی رہی اسی مقام سے فرمایا ہی ؎

جان بوجھ اللہ کیا منھ سے کہے اپنے تراب	صفحۂ دل پر جو اسکے نقش ہو مکتوب ہے

حضرت شیخ صدرالدین قونیوی شرح اربعین مین فرماتے ہین کہ بعضے اس حدیث مین فکر کرتے ہین کہ یہ تعلیق ہے اس چیز کی کہ جسکی معرفت کا سد باب شارع علیہ السلام نے اپنے ارشاد قل الروح من امر ربی سے کر دیا اور اس سے اس امر کی تنبیہ فرمائی کہ جبکہ اپنے ادراک سے

ترجمہ کہہ روح امر رب سے ہی ۱۲

انسان عاجز ہے باوجودیکہ وہ ادراک صفت مخلوقات سے ہی اور حالانکہ روح قریب ترین اشیار کی ہے اسکی طرف۔ تو معرفتِ خالق سے زائد عاجز ہوگا اور انسان اپنے ہی قوائے حواس وسمع وبصر وشم وکلام وغیرہ کے ادراک سے عاجز ہے کیونکہ ان مین ہر ایک مین اختلافات ومذاہب مین کہ جن کے یہان پر بیان کرنے سے کوئی فائدہ نہین مثلاً اس امر کا اختلاف کہ آنکھ سے نظر آنا طبیعی ہے یا روشنی کے سبب سے اس امر مین کہ سونگھنے کی صفت ہوا کی کیفیت سے ہے یا سونگھنے والے کی پراگندگی اجزا سے اور ان کے علاوہ بہت سے اختلافات مشہورہ ہین پس جب کہ حواسِ ظاہرۂ انسانی کا یہ حال ہے تو واجب تعالیٰ تو کہین ان سے برتر ہے۔

وصل جاننا چاہیے کہ معرفت نفس ہر فرد انسانی پر فرض ہے بوجہ معرفت رب کے معرفت نفس پر موقوف ہونیکے بدلیل من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اور اسکی نقیض یہ ہی کہ جسنے اپنے نفس کو نہ پہچانا اُسنے اپنے رب کو نہ پہچانا پس معرفت رب فرض عین ہے بوجہ عبادت کے معرفت پر موقوف ہونیکے۔ کیونکہ بغیر معرفت عبادت ممکن نہین حضرت جناب امیر علیہ السلام یہین سے فرماتے ہین کہ لم اعبد ربا حتی لم اره[1] ای اعرفہ اور عبادت فرض عین ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون[2] اور جس چیز پر فرض موقوف ہے وہ فرض ہی لہذا معرفت نفس معرفت رب کیلیے ضروری ہے تاکہ اس کو پہچانے اور عبادت کرے۔ پس اس سب کا خلاصہ یہ ہوا کہ معرفت نفس فرض عین ہے اور جو شخص نفس کی معرفت سے جاہل ہے وہ رب کی معرفت سے اجہل ہے لہذا اپنے نفس کی معرفت ضروری ہے اسلیے کہ معرفت حق اُسپر موقوف ہے اور معرفت حق پر عبادت اور جس نے کہ حالتِ حیات مین نفس کو نہ پہچانا تو بعد الممات کیا پہچانیگا اور جب نفس کو نہ پہچانے گا

---

[1] ترجمہ۔ مین نے پروردگار کی عبادت نہ کی جب تک کہ اُسے دیکھ نہ لیا یعنی پہچان نہ لیا ۱۲۔

[2] ترجمہ۔ نہ پیدا کیا مین نے جن وانس کو مگر تاکہ عبادت کرین ۱۲۔

تو حق کو کیا پہچانیگا من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی واضل سبیلا خلاصہ اینکہ معرفت نفس اصل الاصول ہے اسی سے احوال ملکوت واسرار جبروت منکشف و مشہود ہوتے ہین اور کوئی متنفس اب تک معرفتِ رب کو بلا معرفت نفس کے نہین پہونچا ہے۔

وصل معرفت نفس بنظر عقلی نہین حاصل ہوتی ہے بلکہ اوس نور سے کہ جو حق سبحانہ اپنے بندہ کے قلب پر عموما القا کرتا ہے۔ اور یہ بغیر شریعت غرا اور سنت حقہ پر تمسک کیے ہوے اور بغیر ریاضات و تزکیہ نفس کے حاصل نہین ہوتا ہے۔ بعد یہ سب کچھ کرنے کے حق تعالیٰ اوسکے قلب پر نور ڈالتا ہے کہ جسکے ذریعہ سے وہ اپنے نفس کو پہچانتا ہے کلام مجید مین ہے کہ افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ۔ اور اسی شرح صدر سے کل علوم حضرات انبیاء و اولیاء علیہم السلام کے ہین اور جسنے یہ نور حاصل نہ کیا اوس کی حالت قابل افسوس ہے اور اس معرفت کا حاصل ہونا صرف کتب شرعیہ و تصوف کے مطالعہ سے بغیر مجاہدہ و ریاضات و تزکیہ نفس کیے ہوے غیر ممکن ہے ؎

زاد این بادیہ در دست سلیمانؑ ہوس		شاہبازی نتوان کرد بہ بال مگسے	

وصل جاننا چاہیے کہ معرفت نفس کلید معرفت حق ہے کتب انبیاء ماسبق مین ہے کہ اعرف نفسک تعرف ربک اور آثار و اخبار مین ہے کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اور یہ کلمات اس امر پر دلالت کرتے ہین کہ نفس انسانی مثل آئینہ کے ہی کہ جو شخص اسمین دیکھے حق کو ملاحظہ کرے بہت لوگ اپنے کو دیکھتے ہین اور حق کو نہین جانتے۔ لہذا ضروری ہے اسکا پہچاننا اس طور پر کہ وہ آئینہ معرفت ہے اور یہ شناخت دو طریقہ سے ہی ایک تو نہایت مشکل ہے کہ جسکو عوام نہین سمجھ سکتے اور جس امر کو عوام نہ سمجھ سکین اوسکا بیان کرنا مناسب نہین لیکن وہ کہ جسکو سب لوگ سمجھ سکین یہ ہی کہ آدمی اپنی ہستی سے ہستی ذات حق

۱؎ ترجمہ۔ جو شخص یہان اندھا ہے پس وہ آخرت مین بھی اندھا ہی اور گمراہ تر۔ ۱۲

۲؎ ترجمہ۔ جسکا کہ سینہ اللہ نے کھولا واسطے اسلام کے۔ پس وہی اوپر نور کے ہے اپنے رب کے۔ ۱۲

۳؎ ترجمہ۔ پہچان تو اپنے نفس کو پہچانے گا تو اپنے پروردگار کو۔ ۱۲

پہچانتا ہے اور اپنی صفات سے حق کے صفات اور اپنے تصرف فی الجسم سے حق کا تصرف فی العالم پہچانتا ہے جس کی شرح یہ ہے کہ جب اُسنے اولاً اپنی ہستی پہچانی اور اُسکے ساتھ یہ بھی کہ مین اس سے قبل کچھ بھی نہین تھا جیسا کہ کلام مجید مین ہے ہَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا ۝ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا[۱] اصل آفرینش انسانی قبل از ہستی نطفہ ہے جسکی حقیقت قطرہ آب گندہ ہے کہ جسمین نہ تو عقل تھی نہ سماعت نہ بصارت نہ سر نہ پیر نہ ہاتھ نہ آنکھ نہ رگ نہ پٹھا نہ ہڈی نہ گوشت بلکہ سفید پانی تھا بعدہ یہ تمامی عجائبات اُس مین ظاہر ہوے تو وہ جب اُن سب مین غور کریگا کہ آیا اُسنے خود پیدا کیے یا کسی اور نے تو بضرورت اُسکو یہ معلوم ہوگا کہ مین جبکہ اپنی اس حالت تخلیق کامل مین اپنا ایک عضو نہین پیدا کر سکتا ہون تو بھلا حالت تخلیق ناقص یعنی نطفگی مین مجھ سے کیا ہوا ہوگا لامحالہ ان سب کا پیدا کرنے والا کوئی دوسرا ہی ہے اسوقت مین اُسکو اپنی ہستی سے ذات آفریدگار کا علم آویگا اور جب وہ اپنی عجائبات ظاہری و باطنی جسمانی مین نظر کریگا تو اُسوقت مین خدا کی قدرت کاملہ نظر آویگی اور وہ سمجھیگا کہ قادر حقیقی وہی ہے جو چاہے کرے اور جسطرح چاہے کرے کیونکہ اس سے زائد قدرت کی دلیل کیا ہوسکتی ہے کہ اُسنے ایک ایسے نجس و ناپاک قطرہ سے ایسی رنگینی صورت اور طرح طرح کے عجائب و غرائب کا مجموعہ بنایا اور جسوقت اپنی عجائب صفات و منافع اعضا کو دیکھیگا کہ ہر ایک کس حکمت سے کس کس کام کے لیے پیدا کیے گئے تو اوسکو اُسوقت حق تعالیٰ کے علم وسیع کی معرفت حاصل ہوگی کہ کسقدر وسیع اور کیسا محیط ہے کہ کوئی چیز اُس سے غائب نہین اگر عقلاء زمانہ کی عقلین غور کرین اور اُنکو طویل عمرین دیجائین اور وہ فکر کرکے عضو انسانی کی آفرینش دوسرے طور پر موجودہ عضو سے بہتر کرنا چاہین تو نہ کرسکینگے اسی طرح ہر جزو انسانی مین ایسی ہی

---

[۱] ترجمہ کبھی ہوا ہے انسان پر ایک وقت زمانہ مین کہ نتھا کوئی چیز قابل ذکر ہمنے بنایا آدمی کو ایک بوند کے لچھے سے ہم پلٹتے رہے اسکو پھر کر دیا سنتا اور دیکھتا

حکمتین ہین جو شخص اون حکمتون کو جس قدر زائد جانیگا اُتنا ہی اُس کا تعجب بسبب عظمت علم حق بڑھیگا یا اس امر مین غور و فکر کہ حاجات انسانی مین طعام و لباس و مسکن و احتیاج طعام وغیرہ یا ہوا پانی سردی گرمی یا آلات بنانے کی حاجت لوہے تانبے پیتل و لکڑی وغیرہ سے اور جن آلات کی ضرورت ہے اُن کے بنانے کی ہدایت و معرفت کہ کس طرح بنانا چاہیے اور ہر ایک چیز سے ہزارون اقسام ممکنہ کی چیزون کا بننا۔ اگر نہ بنائی جاتی کسی کے دل مین نہ آتی اور نہ وہ بنا پاتے ناخواستہ و ناداستہ یہ سب مایحتاج چیزین قدرت و رحمت سے بن گئین۔ یہان پر اوس کو صفت رحمت و لطف کی معرفت آگئی ہوئے گی کہ وہ کس قدر اپنی مخلوقات پر مہربان ہے چنانچہ خود فرمایا سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ عَلٰى غَضَبِيْ[1] اور جیسا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ خدا ے تعالیٰ اپنے بندون پر ننانوے درجہ زائد شفیق ہے بہ نسبت مان کے اپنے بچے پر پس اپنی ذات کے ظاہر ہونے سے اُسنے حق کی ہستی کو جانا اور اپنی گرد و پیش کے اشیار کی تفاصیل سے حق تعالیٰ کی قدرت کے کمال کو دیکھا اور اپنے اعضا کے عجائبات حکمت و منافعت سے کمال علم الٰہی کو دیکھا اور جب اپنی کل ضروریات کی چیزون کو اپنے ساتھ موجود دیکھا تو حق تعالیٰ کے لطف و رحمت کو پہچانا اور اسی سبب سے معرفت نفس آئینہ و کلید معرفت حق ہے۔ لسان الحق کا ارشاد ہے ؎

من عرف نفسہ سے حال کھلا	آپ کو جانے حق کو پہچانے

وصل میر سید شریف تعریف الاشیاء مین لکھتے ہین، کہ نفس ایک جوہر[2] لطیف[3] ہے حامل قوت حیات و حس و حرکت ارادی کہ جس کو حکیم

---

[1] ترجمہ میری رحمت میرے غصے سے بڑھی ہوئی ہے ۱۲

[2] جوہر اُس چیز کو کہتے ہین کہ جو قائم بالذات ہو۔ ضد عرض ہے۔ اور بغیر عرض کے پایا نہین جاتا یعنی ادراک نہین کیا جاتا ۱۲

[3] شے لطیف اہل منطق کے نزدیک اُسے کہتے ہین کہ جو باوجود موجود اور ظاہر ہونے کے دیکھنے سننے سونگھنے چھونے چکھنے مین نہ آسکے مثلاً عقل یا صفات انسانی انفس مین اور جوہر آفاق مین۔ اسے لطیفہ بھی کہتے ہین ۱۲

روح حیوانی کہتے ہین [ف۱] حضرت شیخ اکبر اصطلاحات فتوحات مین لکھتے ہین کہ النفس ما کان معلولاً من اوصاف العبد [ف۲] اور اصطلاحات کاشی مین مرقوم ہے کہ نفس جوہر لطیف ہی حامل قوت حیات وحس وحرکت ارادیہ کہ جسکو حکیم روح حیوانی کہتے ہین اور وہ (یعنی نفس ناطقہ) قلب وجسم مین واسطہ ہے اور یہی نفس، قرآن شریف [ف۳] مین شجرہ زیتونیہ وشجرہ مبارکہ (جو نہ شرقی ہی نہ غربی) سے مراد ہے بوجہ رتبہ انسانی کے زائد ہونے کے اور اس (نفس) کے سبب انسان کے متبرک ہونے کے۔ اس لیے کہ وہ نہ تو شرق عالم ارواح مجردہ سے ہے اور نہ غرب عالم اجساد کثیفہ سے لطائف الاعلام فی اشارات اہل الالہام مین ہے کہ نفس کے معنی لغتاً وجود وذات شے کے ہین اور چونکہ مبنیٰ اسکا صوفیہ کے نزدیک یہ ہی کہ بندہ اپنے وجود نفس کو فنا کر کے باقی بقاے وجود حق ہو لاجرم اصطلاح قوم مین نفس سے مراد وہ چیز ہے کہ جو معلول باوصاف عبد ہو

ف۱ جو مرکب روح انسانی کے ہی اور روح انسانی کے بارہ مین مختلف اقوال ہین بعضے کہتے ہین کہ روح حیات کا نام ہے کہ جس سے جسم زندہ ہے اور اس معنی مین روح ایک عرض ہے کہ جس سے ہر ذی روح زندہ ہے اور اسکے خلاف بعض لوگ کہتے ہین کہ روح حیات کی علاوہ ایک چیز ہے کہ جسکے بغیر حیات نہین پائی جاتی ہے۔ اور اکثر اہل سنت وجماعت کہتے ہین کہ روح ایک ذات ہے صفت نہین ہے اور جب تک یہ روح جسم مین ہے بجب عادت اللہ قالب مین حیات پیدا کرتی ہے اور حیات آدمی کی صفت ہے اور یہ صفت حیات، روح انسانی ونفس انسانی کے اجتماع سے پیدا ہوتی ہے لیکن دراصل یہ سب تعریفین روح حیوانی ہی کی ہین اور روح کی بابت کلام مجید مین ہے کہ قل الروح من امر ربی یعنی روح امر حق ہے اور امر ارادہ حق ہے اور یہ ارادہ صفت حق ہے چنانچہ اس آیہ سے ظاہر ہے انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون۔ یہ تعریف مطلقاً روح کی ہے جسکو اصطلاح صوفیہ مین نظر حق کہتے ہین اور روح انسانی کو نظر جامع کہتے ہین کیونکہ ظہور حق کا جو بلحاظ جامعیت اسماء وصفات ہے اُسی کا نام انسان ہے اور حق کی نظر انسان کی طرف ایسی ہے جیسے انسان کی نظر اپنی جملہ صفات وحالات وکیفیات کی طرف جبکہ وہ ہوتی ہے کہ جس سے وہ اپنی شخصیت کا ادراک کرتا ہے پس حق تعالیٰ کا اپنے جملہ اسماء وصفات وافعال پر بجامعیت نظر کر کے اپنی موجودیت کا ادراک کرنا اسی کا نام روح انسانی ہے یہی معنی نفخت فیہ من روحی کے ہین یعنی ہیکل انسانی مین حق کی نظر اپنی موجودیت کی طرف یہی روح انسانی ہے اور اسی کو روح الٰہی بھی کہتے ہین اُس صورت مین کہ جاذبات تنزیہی کو بھی مشتمل ہو فقط، ہذا ما ظہر لی وبعلم اللہ حیث بعد ذلک امر ۱۲

ف۲ ترجمہ نفس وہ ہے کہ جو علت کیا گیا ہو اوصاف عبد سے ۱۲

ف۳ آیہ یہ ہے شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلَىٰ نُورٍ الخ ۱۲

جیسے کبر و حقد و حسد و سوءخلق وغیرہ اور بعضے کہتے ہین کہ نفس ایک روح ہے کہ جسکو حق نے
آتش قلب کی شورش مٹانے کے لیے بھیجا ہے اور شرح آداب المریدین مین ہے کہ لفظ نفس
بہت معنون مین مشترک ہے منجملہ انکے ایک یہ ہے کہ نفس اس چیز کا نام ہے کہ جو آدمی کی قوۃ
غضبی و شہوانی کی جامع ہے اور یہ معنی اہل تصوف میں زائد مستعمل ہین بس انکے نزدیک نفس کل
صفات مذمومہ انسانی کا جامع ہے اسی لیے کہتے ہین کہ جسطرح موت سے چارہ نہین اسیطرح
تہذیب نفس کے لیے مجاہدہ نفس سے چارہ نہین کشف المحجوب مین ہے کہ نفس لغتاً وجود اور
حقیقت و ذات شئے کو کہتے ہین اور مختلف عادات و عبارات سے لوگ اسکو بہت سے معنون
پر محمول کرتے ہین جو برخلاف یکدیگر معانی متضادہ پر مستعمل ہوتے ہین اور بعضون کے نزدیک نفس
بمعنی روح ہے اور بعضون کے نزدیک بمعنی مروت اور بعضون کے نزدیک بمعنی جسد اور بعضون
کے نزدیک بمعنی خون ہے لیکن محققین کے نزدیک یہ سب کچھ بھی نہین مگر اسکی حقیقت مین سب متفق ہین
کہ یہ منبع شر اور امارہ بالسوء ہے لیکن بعضون کے نزدیک یہ بھی روح کی طرح ایک ذات ہے
کہ جو قالب مین بامانت رکھی گئی ہے اور بعضون کے نزدیک یہ بھی صفت حیات کی طرح قالب
کی ایک صفت ہے اور سب اس امر پر متفق ہین کہ یہ کمینہ اخلاق کا مظہر ہے اور برے افعال اسکے
سبب سے سرزد ہوتے ہین اور اسکی دو قسمین ہین ایک معاصی دوسرے اخلاق کمینہ جیسے کبر و
حسد و بخل و غصہ و کینہ وغیرہ پس ریاضت کر کے ان صفات کو دفع کرنا چاہیے۔ اور نفس و
روح دونون قالب انسانی مین دو لطیفہ ہین لیکن ایک محل شر ہے اور دوسرا محل خیر اور صفت کا موصوف
مین پایا جانا ضروری ہے کیونکہ صفت آپ ہی آپ قائم نہین ہو سکتی اور اس صفت کی معرفت بغیر کل
قالب کی شناخت کے ہو نہین سکتی اور اسکی شناخت کا طریقہ اوصاف انسانی کا بیان اور اسکے اسرار پر غور لازم
حقیقت انسانی مین فکر ہے کہ تو کیا ہے اور اسکا تو حال کیا ہے اور اسکا علم اور اسکی معرفت سب پر فرض ہے کیونکہ جو شخص اپنی
حقیقت سے جاہل و ناواقف ہوگا وہ دوسرے کی حقیقت سے اور زائد ناواقف ہوگا۔ اور

۵۱ شے لطیف اور لطیفہ کی تعریف اسی وصل مین حاشیہ لفظ لطیف پر لکھی جا چکی ہے بذیل شرح جوہر لطیف ۱۲

بندہ اپنی ذات کی معرفت پر مکلف ہے تاکہ اپنی معرفت سے اپنا حدوث اور اپنے حدوث سے حق کا قدم اور اپنی فنا سے حق کی بقا معلوم کرے چنانچہ نص صریح اسپر ناطق ہی کہ حقتعالی نے کفار کو بصفت اُنکے جہل ذاتی کے موصوف کرکے فرمایا کہ ومن[1] یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ ای جہل نفسہ ایک بزرگ کا مقولہ ہی کہ جو شخص اپنی ذات سے جاہل ہے وہ دوسرے کی ذات یعنی حقیقت اسے زائد جاہل ہے۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ای من[2] عرف نفسہ بالفناء فقد عرف ربہ بالبقاء اور بعضے کہتے ہین کہ من[3] عرف نفسہ بالذل فقد عرف ربہ بالعز ومن عرف نفسہ بالعبودیۃ فقد عرف ربہ بالمعبودیۃ۔ پس جسنے اپنی معرفت حاصل نہ کی وہ معرفت کل سے محجوب ہی اور یہان پر ان سب سے مراد معرفت انسانی ہے اور اسمین اقوال مختلف ہین بعضون کی نزدیک انسان ہین بجز روح کے کچھ نہین اور یہ جسم اُسکے لیے بمنزلہ جوشن و ہیکل ہے تاکہ اُسکو خلل طبائع سے محفوظ رکھے اور حس و عقل اُس کی صفتین ہین مگر یہ قول باطل ہے حق تعالی کے اس ارشاد سے کہ ھل اتی[4] علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا کیونکہ یہان پر حق تعالی نے انسان کو قبل ترتیب جسد اور دخول روح کی انسان کے نام سے تعبیر فرمایا اور بعضے کہتے ہین کہ کہ انسان ایک جزو لا یتجزیٰ ہے اور اسکا محل قلب ہے کہ جسمین اوصاف انسانی کل پائے جاتے ہین اور یہ بھی محال ہے۔ اسلیے کہ اگر ایک شخص کو مار کر اسکا دل نکال ڈالین تو بھی اسم انسانیت اُس سے مرتفع نہین ہوسکتا اور سب کا اتفاق ہی کہ قبل روح کے جسم مین آنیکے قلب کا وجود ہے نہین پایا جاتا اور در اصل انسان سر الٰہی ہی اور

---

[1] ترجمہ اور کون پسند نہ کرے دین ابراہیم کا مگر جو بیوقوف ہوا اپنے جی سے یعنی اُسکا نفس جاہل ہو ۱۲

[2] ترجمہ جس نے پہچانا اپنی ذات کو بصفت فنا اُسنے پہچانا اپنے رب کو بصفت بقا ۱۲

[3] ترجمہ جس نے پہچانا اپنی ذات کو بصفت ذلت اُسنے پہچانا اپنے رب کو بصفت عزت۔ اور جسنے پہچانا اپنے نفس کو بصفت عبودیت اُس نے پہچانا اپنے رب کو بصفت معبودیت ۱۲

[4] ترجمہ۔ کبھی ہوا ہی انسان پہ ایک وقت زمانہ مین کہ نہ تھا کوئی چیز قابل ذکر ۱۲

اور یہ جسم اُسکا لباس ہی اور وہ امانت ہی امتزاج طبعی اور اتحاد روح وجسد مین من حیث العمومیت اگرچہ تبقاضاے اختلاف تعینات بعض لوگون مین ظہور اُس سر و امانت کا بدیہی نہو۔ جاننا چاہیے کہ ترکیب کامل انسانی محققین کے نزدیک تین چیزون سے ہی۔ اول روح دوم نفس سوم جسم اور ان مین سے ہر ایک کے ایک ایک صفت ذاتی ہے جو اُسمین قایم ہے روح کے عقل نفس کے ہوا جسم کے حس۔ اور انسان صغیر انسان کبیر یعنی عالم کا نمونہ ہی اور عالم کا نشان انسان مین ہے۔ اُس انسان کبیر یعنی عالم کا نشان آب و خاک و آتش و باد سے ہے اور اُس عالم صغیر کے ترکیب بلغم اور خون اور صفرا و سودا سے ہی حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ فرماتے ہین کہ جب درویش طلب حق مین آتا ہے اور یہانتک پہونچتا ہے کہ ماسوی اللہ سے اُسکو انقطاع کلی ہو جاتا ہے اور نور لامتناہی مین مستغرق و محو رہتا ہے تو ایسی جگہ پر پہونچتا ہے کہ جہان پر ازل و ابد ایک جگہ پر مل گئے ہین کوئی کیفیت و ہانتک نہین پہونچ سکتی ہے صرف نور ہی نور ہے۔ اور لائق پرستش وہی نور ہے اور ایک ذرہ بھی ذرات عالم سے ایسا نہین کہ جسکے ساتھ وہ نور نہوا اور وہ اُس سے آگاہ نہو۔ وجود عالم اُسی نور سے ہی اور فنا ر عالم بھی اُسی نور سے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اُس نور پر فائز ہوے تو فرمایا کہ انی وجہت للذی فطر السموات والارض حنیفا[۵۱] اور وہی نور حقیقت عالم اور حقیقت بنی آدم ہے۔ آن حضرت نے اسی مقام سے عامہ خلق کے حق مین فرمایا کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اور خاص اپنے حق مین فرمایا کہ من رانی فقد رای الحق[۵۲] حضرت منصور کے انا الحق اور حضرت بایزید کے سبحانی اِسی نور اور اِسی مقام سے ہے۔

وصل حکما نفس کو روح حیوانی کہتے ہین اور وہ ایک جوہر لطیف ہے بخاری کہ جسم کے

---

۵۱ ترجمہ۔ مین نے اپنا منھ کیا اوسکی طرف جسنے بنائے آسمان و زمین۔ ایک طرف کا ہو کر ۱۲

۵۲ ترجمہ جسنے مجھے دیکھا اُسنے خدا کو دیکھا ۱۲

قوۃ حیات اور حس و حرکت ارادی کی موجود ہے وقت موت اُسکا تعلق ظاہر و باطن جسم سے بالکل جاتا رہتا ہے اور خواب کے وقت صرف وہ ضو ظاہر جسم سے جدا ہو جاتی ہے لہذا ثابت ہوا کہ خواب اور موت ایک ہی جنس سے ہین فرق یہ ہی کہ موت پوری جدائی کا نام ہے اور نیند ادھوری جدائی کا۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے تعلق جوہر نفس کو جسم مین تین قسم پر کیا ہے ایک وہ کہ جس سے نفس کی روشنی کل اجزار بدنی ظاہری و باطنی مین پہونچتی ہے اسکو بیداری کہتے ہین دوسرے وہ کہ صرف ظاہر جسم سے وہ روشنی منقطع ہو اسکو خواب کہتے ہین تیسرے وہ کہ بالکلیہ جدا ہو جاے اسکو موت کہتے ہین اور حقیقت خواب یہ ہی کہ قوای بدنی (کہ جو مدرک محسوسات ہین) پانچ ظاہری ہین سامعہ[۱] باصرہ[۲] شامہ ذائقہ لامسہ اور پانچ باطنی ہین حس[۳] مشترک خیال[۴] واہمہ[۵] حافظہ[۶] متخیلہ اور انھین قوی سے روح حیوانی مرکب ہی جسکی تعریف یہ ہی کہ وہ ایک بخار ہے جو اجزار لطیفہ جسمیہ سے حاصل ہوتا ہے اور اُسی کے سبب سے اعضا مین جنبش ہوتی ہے جب تک وہ بخار ظاہر جسم کی طرف متوجہ رہتا ہے اعضا مین جنبش رہتی ہے اور اسی کو بیداری کہتے ہین اور عدم توجہ کا نام (کہ جس مین حواس ظاہری معطل ہو جاتے ہین) خواب ہی اور اسکے چار وجوہ ہین (۱) یا تو عدم توجہ و تردد ظاہر جسم سے بسبب اُسکی قلت کے ہوتا ہے کہ جو بواسطہ کثرت افعال اعضا حل ہو گئی ہو۔ اور طبیعت خرچ شدہ خلطون کے عوض کیلیے تضیح غذا کی طرف مشغول ہوتی ہی (۲) یا بسبب عروق کے لذت پانے کے جسطرح کہ مثلاً کھانا پانی سیر ہو کر کھانے پینے پر بخار معدہ سے بلند ہو کر دماغ مین یا اعضا مین اُتر آتا ہے

---

[۱] یعنی سننے کی قوت دیکھنے کی قوت سونگھنے کی قوت چکھنے کی قوت چھونیکی قوت ۱۲ [۲] قوت عقلی ۱۲ [۳] یعنی سونچنے کی قوت بلکہ سونچ ۱۲

[۴] سونچ مین آنے والی بات قبل سونچ مین آنے کے جس جگھہ پیدا ہوتی ہے اُسے اسکا وہم کہتے ہین اور وہم مین آنے کی قوت کو واہمہ کہتے ہین ۱۲

[۵] جو بات خیال مین آ چکے یا عالم مین واقع ہو چکے اُسے یاد رکھنے کی قوت ۱۲

[۶] کسی بات کو خیال مین لانے کی قوت۔ فائدہ خیال و متخیلہ مین فرق یہ ہی کہ خیال وہ سونچ ہے یا اُس سونچ کی قوت ہے جو خود بخود آے اور متخیلہ سونچ مین کسی بات کو لانے کی قوت کو کہتے ہین ۱۲

جسکی وجہ سے عروق بھر جاتے ہین اور خواب مین عجیب وغریب چیزین دکھائی دیتی ہین (۳) یا اس سبب سے کہ قوۂ متخیلہ بسبب اُسکے کسی چیز کے مشتاق ہونے کے یا کسی چیز کے فوت ہوجانے کے رنج سے حالت بیداری مین ایک صورت خیال کرتی ہے اور حافظہ کو کہ جو بمنزلہ خزانہ کے ہے سونپتی ہے اور بیداری مین چونکہ حواس اپنے اپنے کام مین لگے ہوتے ہین اُس سبب سے وہ صورت اُسے میسر نہین ہونے پاتی لہذا بوقت خواب اُسپر ظاہر ہوتی ہے یا اس سبب سے کہ مزاج روح متغیر ہوتا ہے اور چار ان خلطون مین سے کوئی خلط جسم پر غالب آجاتی ہے اور قوۂ متخیلہ اوسکی تابع ہوجاتی ہے تو اکثر خواب بحکم اُس خلط کے دکھائی دیتے ہین مثلاً اگر مزاج مین غلبۂ حرارت ہے تو آگ دکھائی دے گی اور اگر برودت غالب ہی تو برف اور جاڑا وغیرہ دکھائی دیگا اور اگر رطوبت ہی تو پانی اور دریا وغیرہ اور اگر یبوست ہے تو پہاڑ اور پتھر اور ہوا مین طیران دیکھے گا اور ان اقسام مین قسم اول کے سوا کوئی قابل اعتبار نہین خصوصاً چوتھی قسم کی بابت حکمائے معتبر مزاج شناس کہتے ہین کہ وہ خواب پریشان کی قبیل سے ہین لیکن قسم اول کی دو قسمین ہین ایک صریح کہ جس مین تاویل کی حاجت نہین اور یہ قسم منجملہ آثار رحمتِ الٰہی کے ہی کہ جس سے عاجزی اور درماندگی کے وقت بندہ کو ہدایت کی جاتی ہی جیسا کہ جالینوس نے لکھا کہ ایک مرتبہ میرے حجاب کبد مین ورم ہوگیا تھا اور جتنے علاج اُسکے ہوسکتے تھے مین نے کرڈالے لیکن کوئی فائدہ نہوا جب بالکل صحت کی امید نرہی رات کو خواب مین دیکھا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ وہ رگ جو دست چپ مین خنصر اور بنصر کے درمیان مین ہے اُسکا خون نکلوا ڈالو شفا ہوجائے گی چنانچہ مین نے ویسا ہی کیا صحت ہوگئی۔ دوسری قسم وہ ہے کہ جو صریح نہو بلکہ تاویل کی محتاج ہو اور اس قسم کے خواب انبیا علیہم السلام واولیا وحکما کے ہوتے ہین اسلیے آنحضرت نے فرمایا کہ تنام عینی ولا تنام قلبی[1] اور فرمایا کہ مومن کا

---

[1] ترجمہ سوتی ہین میری آنکھین اور نہین سوتا ہے میرا دل ۔ ۱۲

ایک جزو ہے منجملہ چھیالیس جزو نبوت کے۔ اور اسکا ذکر کہ نبوت کے چھیالیس جزو کیے اور رویار مومن کو اسکا ایک جزو قرار دیا یہ ہی کہ مدت نبوت آنحضرت تیئیس سال تھے اور اُسمین سے چھہ یا نو ماہ آپکو چیزین بر سبیل رویا معلوم ہوتی ہین اور ساڑھے بائیس سال بطریق وحی اور تیئیس سال کو چھہ مہینہ پر قسمت کرنیسے چھیالیس جزو ہوتے ہین لہذا مدت رویا ازانجملہ ایک جزو ہوئی۔

وصل مخالفت و مدافعت مرادنفس فرض عین وجہاد اکبر ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى حق تعالیٰ نے حضرت داؤد پر وحی بھیجی کہ اے داؤد اپنے دوستون کو خواہشات نفسانی سے ڈراؤ کیونکہ جن کے نفوس دنیا کی شہوتون سے متعلق ہین اُن کی عقلین مجھ سے محجوب ہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجکو اپنی امت پر خوف اس بات کا زائد ہے کہ وہ اپنی شہوتون کی پیروی کی وجہ سے حق سے باز رہین اور طولِ اَمل کی وجہ سے آخرت کو بھول جائین۔ اور مخالفت نفس تا وقتیکہ خواہشات سے بے پروائی نہو (کہ جوراس العبادت ہے) بن نہین پڑتی کیونکہ حظوظِ نفسانی ہی عبد و معبود کے درمیان عظیم الشان حجابات ہین اور رضائے نفس سے ہلاکی کے سوا کوئی فائدہ نہین اور ہلاکی پر رضامند ہونا عاقل کا کام نہین حضرت صاحب فرماتے ہین ؎

پھر اُسی کا وجود دیکھ پڑے	اپنی ہستی کو جب عدم کر دے

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ حضرت سری سقطی فرماتے ہین کہ چالیس برس میرے نفس نے جوز کو دوشاب خرمہ مین

۱؎ ترجمہ۔ اور لیکن جس شخص نے خوف کیا اپنے پروردگار کا اور روکا اپنے نفس کو خواہشات سے پس بیشک جنت جاے بازگشت اسکی ہے ۱۲۔

۲؎ طول امل کے لفظی معنی آرزوؤن کو بڑھانے کے ہین اور عموماً یہ لفظ حرص دنیا کے معنی مین استعمال ہوتا ہی۔ ۱۲

۳؎ ترجمہ۔ اور مین پاک نہین کرتا اپنے جی کو۔ جی تو سکھاتا ہے برائے۔ ۱۲

ترک کے کھانے کی آرزو کی اور مین نے اُسکو نہین کھلایا اور آپنے فرمایا کہ قوی ترین قوت
اپنے نفس پر غالب آنا ہے جو شخص اپنے نفس کو ادب دینے سے عاجز ہے وہ دوسرے کو کیا
ادب دے سکتا ہے اور علامت زہد یہ ہی کہ نفس مین طلب خواہشات سے سکون آجاے
یعنی بقدر سد رمق کھانے پر قانع اور بقدر ستر پوشی پہننے پر راضی ہو اور فضولیات سے
نفرت کرے۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک شخص ہوا پر طیران کر رہا تھا لوگون نے پوچھا کہ تجھکو یہ
مرتبہ کیسے حاصل ہوا اُسنے جواب دیا کہ جب مین نے اپنی ہواے نفس کو بالکل قطع کر دیا۔ تو
خدا نے ہوا کو میرا مطیع کر دیا۔ لسان الحق کا ارشاد ہی ؎

جو فقیر اپنی ہواے نفس کا مغلوب ہے		اُسکو کیا کہیے نہ سالک ہے نہ وہ مجذوب ہے

شیخ ابوبکر وراق فرماتے ہین کہ حق تعالی نے دنیا و آخرت مین اپنی مخالف ہواے نفس سے
بدتر کوئی چیز نہین پیدا کی مین کہتا ہون کہ اسیوجہ سے طریقت مرد بالغ وہ ہی جو اپنی
ہوا و ہوس نفسانی سے رستگار ہو ؎

خلق اطفال اند جز مرد خدا		نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا

احمد خوارزمی فرماتے ہین کہ جو شخص اپنے نفس کو نہ پہچانے وہ اپنے دین مین مغرور ہے
کیونکہ غفلت اور سخت دلی سے زیادہ سخت کوئی چیز نہین ابو تراب نخشبی فرماتے ہین کہ مرید کے
واسطے متابعت نفس سے زائد مضرت رسان کوئی چیز نہین اور ہواے نفسانی و وساوس
شیطانی مین فرق یہ ہی کہ جب نفس کسی چیز کی خواہش کرتا ہے اور وہ اُس سے روکا جاتا ہی
تو جب تک اپنی خواہش پوری نہین کر لیتا ہے باز نہین آتا۔ چاہے جتنی مدت مین اُسکی
وہ خواہش پوری ہو۔ اور شیطان جس بات کی طرف بلاتا ہے اگر اُسکے خلاف کیا گیا تو وہ
اُسکو چھوڑ دیتا ہے۔ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہین کہ اصل الاصول یہ ہے کہ مرادات
نفسانی پر قیام نکرے اور نفس ہرگز حق کے ساتھ الفت نہین کر سکتا ہے اور عرفان نفس سے عبودیت
آسان ہو جاتی ہے حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہین کہ جسنے ترک شہوات کر کے اسکا ثمرہ

اپنے قلب مین بنایا وہ اپنے ترک مین جھوٹا ہے حضرت حکیم علی ترمذی فرماتے ہین کہ اگر نفس پر فتح حاصل کرنا چاہے تو اُس سے کسی حالت مین بے خوف نرہے بلکہ ہر وقت ہوشیار رہنا چاہیے کیونکہ اگر صفات نفسانیہ مین سے ایک صفت بھی باقی رہ گئی تو وہ ایسا ہی کہ جیسے غلام مکاتب۔ کہ اگر ایک درم بھی اُسپر باقی رہگیا تو وہ بغیر اُسکی ادائی کے آزاد نہین ہوسکتا آزاد وہ ہے کہ جسپر کچھ نہ باقی ہو اور جسکو حق نے بندگی نفس سے آزادی دی ہے وہی آزاد حقیقی ہے ایک دوسرے بزرگ فرماتے ہین کہ جو شخص اپنے نفس پر عاشق ہوا وسپر صفات مذمومہ عاشق ہوے اور فرمایا کہ پانچ چیزین تیرے ساتھ ہمیشہ ہین۔ خدا و نفس و شیطان و دنیا و خلق۔ خدا کے ساتھ موافقت کرنا اور اُسکی تقدیر پر رضی ہونا چاہیے اور نفس سے مخالفت اور شیطان سے عداوت اور دنیا سے پرہیز اور خلق کے ساتھ شفقت کرنا چاہیے۔ اگر یہ ہوا تو خلاصی ہے ورنہ ہلاکی۔ جو شخص کہ نفس کا تابع ہوا اُسپر خدا نے سب فوائد حرام کر دیے کیونکہ بندہ اور پرور دگار مین سوائے نفس کے کسی چیز کا پردہ نہین۔ اُترک نفسک وتعال[۵۱]

وصل جاننا چاہیے کہ نفس کی کئی قسمین ہین ایک امارہ کہ جو طبیعت جسمیہ کی طرف مائل ہو اور لذات و شہوات کا حکم کرے اور قلب کو بھی برائی کی طرف مائل کرے اور یہ نفس مادی و منبع اخلاق ذمیمہ کا ہے دوسرا نفس لوامہ نفس لوامہ وہ ہے جو بنور قلب منور ہوا اتنا کہ نفس بسبب اُس نور کے غفلت سے متنبہ ہو مثلاً نفس سے کوئی گناہ بسبب جبلت نفسانیہ سرزد ہوا اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرے اور آیندہ کو اُس سے باز رکھے اور توبہ کرا ے تیسرا نفس مطمئنہ نفس مطمئنہ وہ ہے کہ جو بنور قلب منور ہوا اور صفات ذمیمہ سے خالی اور صفات حمیدہ سے متخلق ہو چوتھا نفس نباتی۔ یہ کمال اول جسم طبعی کا ہے کہ جو توالد[۵۲] اور تزاید و تغذی سے مراد ہے پانچوان نفس حیوانی اور وہ بھی کمال اول جسم طبعی کا ہے کہ جسکی

---

۵۱ ترجمہ چھوڑ تو اپنے نفس کو اور آ ۔ ۱۲

۵۲ توالد و تزاید یعنی اولاد پیدا ہونا اور نسل بڑھنا۔ تغذی سے مراد کھانا پینا حسب ضرورت ۱۲

وجہ سے جزئیات وحرکات ارادی ادراک کیے جاتے ہین چھٹا نفس انسانی اور یہ بھی کمال اول جسم طبعی کا ہے کہ جس سے جسم کلیہ کا ادراک اور افعال فکریہ کا تعقل ہوتا ہے ساتوان نفس ناطقہ اور یہ جوہر مجرد عن المادہ ہے ذاتاً۔ اور مادہ کا مقارن (یعنی شریک و مددگار) رہے افعالاً پس جسوقت نفس مین سکون آیا اور اُسکا اضطراب جو بسبب عارض ہونے شہوتون کے تھا زائل ہوگیا تو یہ ہی نفس نفس مطمئنہ کہلایا اور جب تک کہ اُس کو سکون کامل نہین ہوا لیکن نفس شہوانیہ کے دفع کرنے اور روکنے مین لگا رہا تو وہ لوامہ ہے اسلیے کہ وہ عبادت مین قصور کرنے پر اپنے صاحب کو ملامت کرتا ہے اور اگر اُسکے خلاف ہی یعنی شہوتون کے تقاضون کو روکتا نہین بلکہ اطاعت کرتا ہے تو وہی امارہ ہے آٹھوان نفس قدسیہ اور نفس قدسیہ وہ ہی کہ نفس کو ملکۂ استحضار[۵۱] اُسکے امکان نوعیت بھر بروجہ یقینی ہوجاے اور یہ انتہا درجہ کی ذہانت اور قوۃ عقلی کی دلیل ہے نوان نفس رحمانی اور وہ مراد ہے وجود[۵۲] عام سے کہ جو عیناً[۵۳] اعیان[۵۴] پر محیط ہے اور مراد ہی ہیولی[۵۵] سے کہ جو قبول کرنے والا موجودات کی صورتون کا ہی اور پہلا (یعنی وجود عام) دوسرے (یعنی

---

۵۱ استحضار یعنی حاضر آنا اور حضور مین لانا۔ ملکۂ استحضار سے یہان یہ مراد ہے کہ نفس کو اسقدر قدرت ہوجاے کہ جسوقت جس خیال یا جس معرفت کو چاہے یا جس حال کو چاہے اپنے اوپر حاضر و وارد کرلے۔ ۱۲

۵۲ وجود عام کے معنی اصطلاح قوم مین یہ ہین کہ شئی کا اپنے نفس کو پانا اپنی ذات مین یا اپنے غیر مین۔ یا غیر کو اپنے نفس مین یا غیر مین۔ اور وجود عام کو وجود عام اسوجہ سے کہتے ہین کہ وہ ممکنات پر پھیلا ہوا ہے اور اسی اعتبار سے اسکو جمعیۃ الحقائق اور تجلی الساری بھی کہتے ہین ۱۲

۵۳ عیناً یعنی جون کا تیون۔ بجنسہ۔ بعینہ۔ ذاتاً وحقیقتاً ۱۲

۵۴ اعیان کی تشریح اوائل کتاب ہذا مین ہوچکی ہی۔ ۱۲

۵۵ بعض اہل ظاہر کے نزدیک ہیولی سے مراد مادہ اور ماہیتہ اور اصل ہر شئے ہی۔ حکماء یونان کے نزدیک ہیولی ایک جوہر ہے محل صورت جسمیہ کا۔ اور اسکو جوہر اول بھی کہتے ہین اور اُنھین کے نزدیک یہ بھی ہے کہ جملہ عناصر مین ہیولے ایک شخص واحد ہے اور وہی شخص واحد قابل آتش اور قابل باد و قابل آب و قابل خاک ہے۔ اور حکماء اشراقیہ کے نزدیک عرش سے فرش تک ایک ہی جسم ہے جسمین اتصال و انفصال کو قبول کرنے کی قوت ہے۔ اور حضرات صوفیہ کے نزدیک قابل عناصر و قابل عالم ارواح و عالم مثال و عالم جسم فقط ایک نفس رحمانی ہے اور جسطرح وہ قابل ہے اسیطرح فاعل بھی ہے اور اصطلاح حضرات صوفیہ مین ہیولی اُس شئے کو کہتے ہین کہ جسمین صور اشیا ظاہر ہون جسکو نفس رحمانی بھی کہتے ہین اور ہر شئے باطن کو بھی کہ جسمین صورتین ظاہر ہون ہیولی کہتے ہین۔ ۱۲

ہیولیٰ پر مرتب ہے اور ہیولی کو نفس اسلیے کہتے ہین کہ وہ انسان کے مشابہ ہے کیونکہ باوجود ہوا کے سازج ہونیکے وہ بصور حروف مختلف ہے اور حکما کے نزدیک اسی سے مراد طبیعت ہے۔ اور اعیان کو کلمات بھی کہتے ہین کلمات لفظیہ سے مشابہ ہونے کی وجہ سے۔ اور جسطرح کلمات معنی عقلیہ پر دلالت کرتے ہین اوسی طرح اعیان موجودات بھی اپنے وجود موجد اور اُسکے اسما و صفات و کل کمال ذاتی پر دلالت کرتے ہین اور یہ بھی ہے کہ اعیان مین سے ہر ایک موجود بکلمہ کن ہے پس اطلاق کلمہ کا اعیان پر ویسا ہی ہے کہ جیسا سبب کا مسبب پر فقط

فائدہ جاننا چاہیے کہ مفسرین نفس لوامہ کے معنی مین مختلف ہین محققین فرماتے ہین کہ نفس انسانی ایک ہی چیز ہے مگر اس کی تین حالتین ہین اگر عالم علوی کی طرف مائل ہے اور عبادت و طاعت مین مسرور اور حجاب شریعت مین مستور اور وہی حجاب اُسکا نور و سرور ہے تو وہ نفس مطمئنہ ہے اور اگر عالم سفلی کی طرف مائل ہے اور خواہشات دنیاوی اور لذات فانی مین مبتلا اور عار و ننگ و کینہ کشی اور انتقام کا گرویدہ اور بند شریعت سے آزاد اور بھاگنے والا تو وہ نفس امارہ ہے اسلیے کہ روح کو بدی کا حکم وہی کرتا ہے اور اگر دونون عالم سفلی و علوی کی طرف کبھی اِدھر کبھی اُدھر مائل ہے اور عالم سفلی کی میلان کے وقت شہوات و غضب کو دوست رکھتا ہے اور عالم علوی کے میلان کے وقت سب سے نفرت کرتا ہے اور کوسون دور بھاگتا اور شرمندہ ہوتا اور اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے تو اسکو نفس لوامہ کہتے ہین۔ اور بعضے مفسرین کہتے ہین کہ ہر انسان کے بدن مین تین نفس ہین اول نفس مقدس کہ جسکو روح الٰہی کہتے ہین نفخت فیہ من روحی[۵۱] اور قل الروح من امر ربی[۵۲] اُسی کی شان مین ہے۔ ایسا نفس ہمیشہ یادِ الٰہی مین مطمئن اور اسکی محبت مین مستغرق رہتا ہے دوسرا نفس منطبعہ اور وہ مدبر بدن ہی اور ایسی چیزون کا خواہشمند

---

۵۱ ترجمہ۔ مین نے اُسمین اپنی روح پھونکی ۱۲۔

۵۲ ترجمہ۔ کہہ تو روح امر رب سے ہے ۱۲

رہتا ہے جو اُسکی قوائے غضبی اور شہوانی کے ممد و معاون ہوتی ہین۔ اور رُوح کو بھی انھین لذتون کے حاصل کرنے کا حکم کرتا ہے اسی سبب سے اسکو امارہ کہتے ہین تیسرا نفس نفس ناطقہ اور اسکا کام یہ ہے کہ حواس ظاہری و باطنی سے علم و ادراک کو جمع کر کے روح پر عرض کرتا ہے اور اسی کو نفس لوامہ کہتے ہین اسوجہ سے کہ جب نفس امارہ سے کوئی امر ناملائم سرزد ہوتا ہے تو یہ اسکو ملامت کرتا ہے اور ہر کام کی اچھائی و برائی نفس امارہ کو سمجھاتا ہے اور اسیوجہ سے اسکو ملہمہ بھی کہتے ہین کیونکہ بواسطۂ روح اکبر امور حقہ و صادقہ ملہم ہوتے ہین اور بعضون نے اسطرح تفریق کی ہے کہ نفس مطمئنہ انبیا و اولیاء کاملین کے نفوس ہوتے ہین کہ جنھون نے محبت و یاد و سکون و اطمینان پیدا کیا ہے اور وساوس و خطرات سے یکسو ہوے ہین اور مومنین و ابرار کے نفوس نفوس ملہمہ ہین اور گنہگاران تائب و تقصیر واران نادم کے نفوس نفوس لوامہ ہین اور کافرون اور فاسقون کے نفوس نفوس امارہ ہین اور بعضے کہتے ہین کہ نفس لوامہ متقیون کا نفس ہے کہ دنیا مین بھی گنہگارون کو ملامت کرتا ہے اور آخرت مین بھی کرے گا اور حق یہ ہے کہ ملامت و ندامت کرنا نفس کی جبلی عادت ہے۔

وصل حضرت شیخ کمال الدین عبدالرزاق کاشی ایک مکتوب مین فرماتے ہین کہ آدمی تین طرح کے ہین ایک صاحب نفس۔ یہ لوگ محض دنیا دار اور متبعین ہوا و ہوس ہین نہ حق کو جانتے اور نہ صفات حق کو مانتے ہین اور قرآن مجید کو سخن محمدی کہتے ہین۔ انھین کے بارہ مین یہ آیۃ ہے کہ قُلْ اَرَأَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ[۱] ان مین سے اگر کوئی ایمان لایا تو البتہ وہ رستگار ہے۔ دوسرے صاحب قلب۔ یہ لوگ اُس مرتبہ سے ترقی کیے ہوے ہوتے ہین اور نسبت

---

[۱] ترجمہ۔ تو کہ۔ بھلا دیکھو تو۔ اگر یہ ہو اللہ کے پاس سے پھر تم نے اُس کو نہ مانا۔ اُس سے بہکا کون جو دور چلیجا ابا ہے مخالف ہو کر۔ ۱۲

اُن لوگون کے عقلمند ہوتے ہین کیونکہ آیات حق سے کہ جو افعال و تصرفات الٰہی ہین استدلال کرتے ہین اور اُسی مین تفکر کرتے ہین بمظاہر آفاق و نفس ہین معرفت اسمار و صفات حق تک اُن کی رسائی ہوتی ہے داسلیے کہ افعال آثار صفات اور صفات مظاہر اسما مصادر افعال ہین، اور علم و قدرت و حکمت حق عقل کی صاف آنکھون سے دیکھتے ہین اور سمع و بصر و کلام حق اپنے عین نفس[1] انسان ہین اسی آفاق[2] جہان فانی مین پاتے ہین اور بستر ان حقیقہ قرآن کے قائل ہوتے ہین حتّٰی یتبیّن لہم انہ الحق[3] یہ لوگ اہل برہان ہین اور اس استدلال مین غلطی محال ہوتی ہے اور جب اُن کی عقلیں قدس[4] اور اتصال[5] حضرت واحدیت[6] کے نور سے کہ محل افکار ہے مثل بصیرت منور ہو جاتی ہین اور اسمار و صفات الٰہی کی تجلیات سے بینا ہوتے ہین تو ان کے صفات حق کے صفات مین محو ہو جاتے ہین اور اس مقام پر اُن کو ذوالبصیرت کہتے ہین اور جو کچھ کہ وہ طائفہ اول (یعنی اہل برہان) جانتے ہین وہ یہ لوگ دیکھتے ہین اور ان کا نفس ناطقہ نور قلب سے منور ہوتا ہے لیکن ان دونون مین فرق یہ ہی کہ ذوالعقل والبرہان متخلق باخلاق الٰہی ہوتے ہین اور ذوالبصیرت متحقق ہوتے ہین بدخلقی ان سے محال ہے اور سبکو اپنے مراتب مین معذور رکھنا چاہیے اور ہم کو امید ہے کہ انھین مین سے ہم بھی ہون۔ تیسرے صاحب روح ہین اس مقام کے لوگ تجلی صفاتی سے

---

[1] نفس سے مراد ہی عالم صغیر یعنی انسان ۱۲

[2] آفاق سے مراد ہے عالم کبیر یعنی عالم ظاہر ۱۲

[3] ترجمہ یہانتک کہ اُنپر کھلجاے کہ وہ حق ہے ۱۲

[4] قدس یعنی پاکی اور عالم قدس وہ مقام ہے کہ جس سے بالاتر سالک کے لیے کوئی مقام نہین ۱۲

[5] اتصال۔ ملاحظہ کرنا عبد کا اپنی ذات کو متصل بوجود حقانی مع قطع نظر تقیید وجود اور اپنے وجود کے اسقاط اضافت کے وجود حق کی طرف یعنی بندہ کا اپنی ذات کو اسطرح ملاحظہ کرنا کہ وہ بالکل واصل بحق ہے اور نسبت من و تو یا نسبت عبدیت و معبودیت کی درمیان بندہ اور حق کے باقی نہین ہے۔ اور اسوقت مین وہ اپنی بقای وجود کے لیے وجود حقانی و نفس رحمانی سے مدد پاتا ہے علی الدوام بلا انقطاع پاتا رہتا ہے اسکو فانی فی اللہ اور باقی باللہ کہتے ہین ۱۲

[6] حضرت واحدیت نام ہی مرتبۂ ذات کا باعتبار امتیاز اسمار کے اس ذات سے مع اعتبار اسکی کثرت کے صفات کے ساتھ ۱۲

گذر کر مقام مشاہدہ پر پہونچے ہوتے ہین اور شہود[51] جمع احدیۃ[52] ان کو دم نقد ہوتا ہے اور حجابات تجلیات اسما و صفات و کثرت تعینات اُٹھے ہوے ہوتے ہین حضرت احدیت مین ان کا حال یہ ہے کہ اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ اَنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ[53] اور یہ لوگ خلق کو آئینہ حق یا حق کو آئینہ خلق دیکھتے ہین حضرت صاحب فرماتے ہین ؎

مجھے یار سے اب یہی گفتگو ہے	جو تو ہی سو مین ہون جو مین ہون سو تو ہے

اور اس سے بالاتر مقام استہلاک[54] ہے عین احدیت ذات[55] مین۔ اور محجوبان مطلق[56] کے بارہ مین ہے کہ اَلَآ اِنَّہُمْ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّہِمْ[57] اور مقام تجلیات اسما و

سلہ شہود کے معنی اپنے آپ کو عین ہر شئے ملاحظہ کر لیتے ہین ۱۲۔

ﷺ جمع احدیۃ مرتبۂ وحدت کو کہتے ہین اور اسی کو حقیقت محمدی اور احدیت الجمع اور ابو الارواح اور اسم اعظم اور آدم حقیقی بھی کہتے ہین۔ یعنی یہ مرتبہ باعتبار اجمال صفات کے ہی مع قطع نظر اثبات اور اسقاط صفات کے۔ یہ جامع ہے احدیت اور واحدیت کو (واحدیت کی تشریح اوپر مذکور ہو چکی اور احدیۃ پر حاشیہ آگے لکھا جائیگا) ۱۲

ﷺ ترجمہ کیا تیرا رب تھوڑا ہے۔ بیشک وہ ہر چیز پر گواہ ہے ۱۲

ﷺ استہلاک سے مراد بالکل فنا ہو جانا ہے ؎

تو مین آتنا مٹے کہ تو نہ رہے
تیری ہستی کا رنگ و بو نہ رہے ۱۲

ﷺ احدیۃ ذات سے مراد ہستی محض بلا تعین ہے جسکو اصطلاح مین لا بشرط شئے اور احدیۃ مطلقہ اور ازل الآزال وذات بحت وذات ساذج اور غیب ہویۃ وغیب الغیب و گنج مخفی وغیرہ کہتے ہین اور مقام حیرت بھی کہتے ہین۔ اور اس مرتبہ مین نقط یافت ذات ہی بلا اعتبار اجمال و تفصیل صفات ۱۲

ﷺ محجوبان مطلق سے مراد وہ لوگ ہین کہ جو مقام حیرت یعنی مرتبہ احدیۃ مطلقہ پر فائز اور کل ماکان و مایکون سے بے خبر ہین بلکہ بسبب شہود محویت و استغراق اپنے آپ سے بھی غافل ہین اور خدا سے بھی اور انھین نہ خوف ہے نہ رجا نہ امید ہے نہ یاس۔ نہ یافت ہے نہ حرمان۔ اس مقام پر کچھ عرصہ رہکر انھین یہ شک ہوتا ہے کہ "این این کون ہون" اس شک کے ہوتے ہی انھین شہود ہو جاتا ہے اور وہ ذرہ ذرہ مین حق کو پا لیتے ہین اس طرح پر کہ ذرہ ذرہ مین اپنا وجود مشاہدہ کرتے ہین۔ اسی شک کو رفع کرنے اور ان کو استغراق بحت سے چوکانے کے لیے فرمانے ارشاد ہوا ہے کہ اَلَآ اِنَّہُمْ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّہِمْ اَلَآ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ۔ واضح ہو کہ صفحہ اول کتاب ہذا مین لفظ اغیار پر حاشیہ لکھا گیا ہے اور بظاہر محجوبان مطلق اور اغیار کے معنی قریب قریب ایک معلوم ہوتے ہین مگر در اصل بہت فرق ہے اغیار سے مراد محجوبان عن الحق ہین اور وہ۔ وہ لوگ ہین جو خدا سے یعنی اپنی ہستی سے محض غافل ہین اور سلوک کا نام تک اُنھون نے نہین سنا ہے اور محجوبان مطلق سے مراد یہ حضرات ہین کہ جن کا ذکر کیا گیا ۱۲

ﷺ ترجمہ آگاہ ہو کہ وہ دھوکے مین ہین اپنے رب کی ملاقات سے ۱۲

صفات مین ٹھہرنے والے ہرچند بسبب یقین شک سے خلاص یافتہ ہین لیکن بقار علے الدوام اور معنی کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام سے قاصر ہین اور محتاج تنبیہ الا انہ بکل شئی محیط ہین۔ اس حقیقۃ کے شہود اور کل شئ ہالک الا وجہہ کے معنون پر سواے طائفہ اخیرہ کے کسی نے ظفر نہین پائی یہی مقام ہوالاول والاخر والظاہر والباطن کا ہے۔ اور ہر تعینات مین وجہ حق مشہود اور ہر ذرہ اسمار وتعینات سے منزہ۔ تشبیہ عین تنزیہ اور تنزیہ عین تشبیہ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ اپر محقق ہوا۔ ان لوگون کے نزدیک جو بات قانون کتاب و سنت کے خلاف ہی وہ غیر معتبر ہے اور انکا طریقہ متابعت الٰہی وسنت جناب رسالت پناہی ہی۔ لسان الحق کا ارشاد ہے ؎

قدم جو شرع سے باہر رکھے وہ بہکے گا	کہ شاہراہ حقیقت ہے مصطفےٰ کی راہ

اور مبنی ان معانی کا دو آیتون پر ہے کہ جو یہ ہین سنریھم ایاتنا فی الافاق و فی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق اولم یکف بربک انہ علی کل شئ شھید الا انھم فی مریۃ من لقاء ربھم الا انہ بکل شئ محیط۔ انتھی پس اس سے یہ امر جاننا چاہیے کہ ذوالعقل اور ذوالعین اور ذوالعقل والعین اس سفر اول مین تین مرتبے ہین کاشی اپنی اصطلاحات مین لکھتے ہین کہ ذوالعقل وہ لوگ ہین کہ جو

---

۵۱ ترجمہ۔ جو کوئی ہے زمین پر فنا ہونے والا ہے۔ اور باقی رہے گی ذات تیرے رب کی جو صاحب بزرگون اور بخششون کا ہے ۱۲
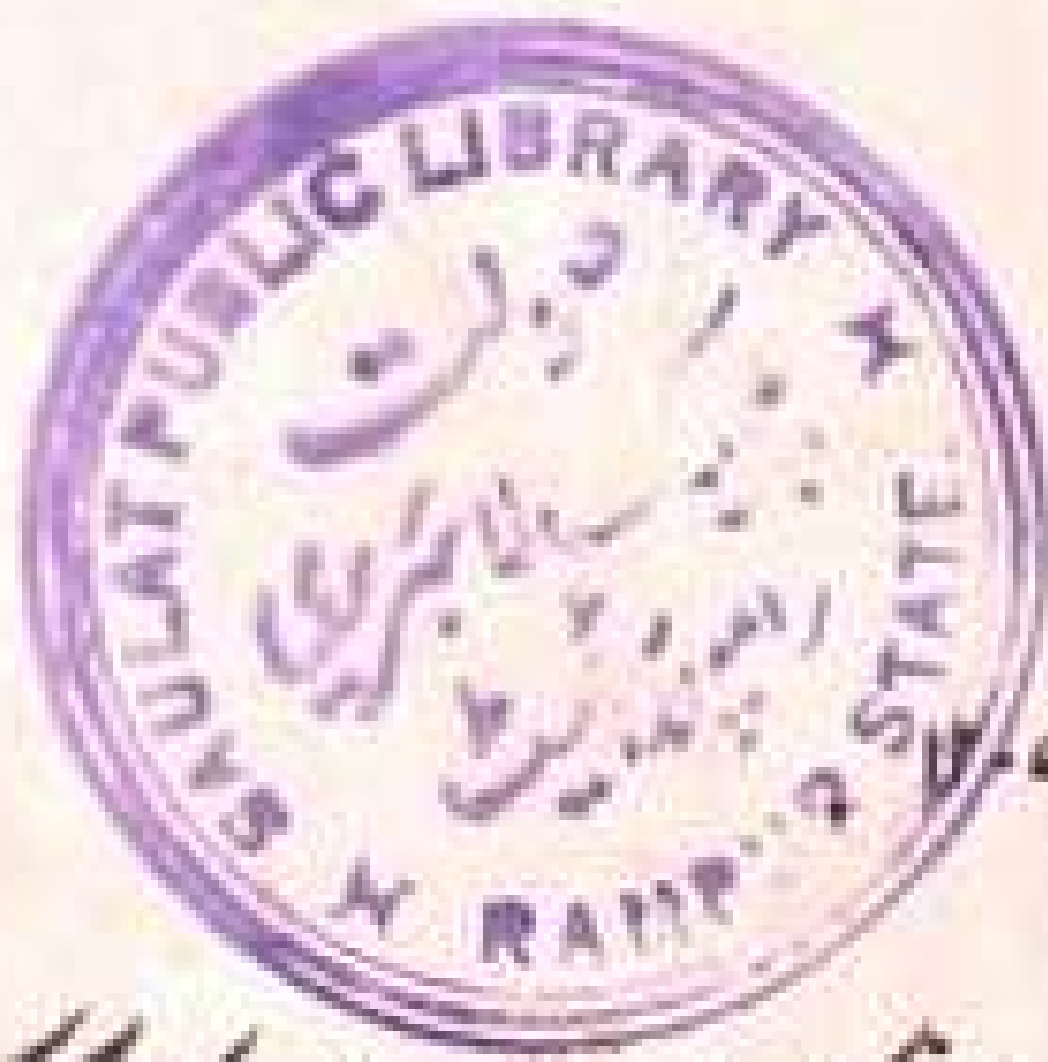
۵۲ ترجمہ۔ آگاہ ہو کہ وہ گھیرے ہے ہر چیز کو۔ ۱۲

۵۳ ترجمہ۔ ہر شے ہلاک ہونے والی ہے سواے اُسکی ذات کے ۱۲

۵۴ ترجمہ۔ وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے ۱۲

۵۵ ترجمہ۔ پس جدھر منھ کرو اُدھر منھ خدا کا ہے ۱۲

۵۶ ترجمہ۔ اب ہم دکھاوین گے اُن کو اپنے نمونے۔ دنیا مین اور آپ اُن کی جان مین یہان تک کہ کھل جاوے اُنپر کہ یہ حق ہے ۱۲

۵۷ ان دونون آیتون کا ترجمہ اوپر لکھا جاچکا ۱۲

خلق کو ظاہر اور حق کو باطن دیکھین اُن کے نزدیک حق آئینہ ہے اور خلق اُس مین مشہود اور اختفا حق خلق مین ایسی ہے کہ جیسے صورت آئینے مین حضرت لسان الحق کا ارشاد ہے ؎

دام صورت مین کیون پھنسا ہی تو آب ہے مجاز آئینہ حقیقت کا	تجکو معنی یہ کیا نہین ہے نگاہ دیکھ ہر شئے مین جلوۂ اللہ

اور ذو العین وُہ ہین کہ جو حق کو ظاہر اور خلق کو باطن دیکھین اِن کے نزدیک خلق آئینۂ حق ہے اور اختفائے خلق حق مین ایسے ہے کہ جیسے آئینہ صورت مین۔ لسان الحق کا ارشاد ہے ؎

مرا دار الخلافت آسمان کبریائی ہے ہمین ہے حکم سلطانی ہمارا کوئی نہین ثانی جو عز و جاہ و شوکت ہی سو سب اپنی بدولت ہے گدا ہو ہم سے کیا ہمسر کجا آقا کجا نوکر	جہان کا مین جہانبان ہون جہان کبریائی ہی ہمارے منہ سے سبحانی بیان کبریائی ہے نہین یہ کبر و نخوت ہے کہ شان کبریائی ہی خود اپنا منصب و افسر نشان کبریائی ہے

اور ذو العقل و العین وہ ہین کہ جو حق کو خلق مین اور خلق کو حق مین دیکھین اور خلق و حق ایک دوسرے پر حجاب نہون۔ بلکہ ایک وجود دیکھ پڑے۔ کثرت محتجب شہود واحد نہو۔ اور نہ شہود کثرت ظاہری مین احدیت ذاتی مزاحم ہو صاحب شہود حضرت لسان الحق کا ارشاد ہے ؎

جسکو نت کثرت مین ہی وحدت کی دید	وُہ بڑا عارف بڑا مشتاق ہے

اور نہ احدیہ وجہہ حق شہود کثرت خلقیہ کی محتجب ہوا اور نہ شہود احدیت الذات متجلی فی المجالی کثرت کو مزاحم۔ حضرت قطب الارشاد عارف باللہ صاحب السر شاہ محمد کاظم قلندر قدس سرہ فرماتے ہین ؎

کبھی حق کو عالم سے دیکھین منزہ	کبھی عالم و حق بہم دیکھتے ہین

اور انھین مراتب سہ گانہ کی طرف حضرت محی الدین ابن عربی نے اشارہ فرمایا ہی ؎

ففی الخلق عین الحق ان کنت ذا عین	وفی الحق عین الخلق ان کنت ذا عقل
وان کنت ذا عین و عقل فلا تری	سوی عین شئ واحد فیہ بالشکل

حضرت صاحب فرماتے ہین۔

شیخ حرم و پیر خرابات ایک ہے	کچھ اصل مین خلاف نہین ذات ایک ہے
ہندو سے پوچھ چاہے مسلمان سے پوچھ لو	دونون یہی کہینگے کہ حق بات ایک ہے
وحدت کی آنکھ سے جو نظر بھر کے دیکھیے	عالم ز ارض تا بہ سموات ایک ہے
گیرندہ و دہندہ دہی ایک ہی وہی	احول کو دیکھ پڑتے ہین دو ہاتھ ایک ہے
چاہے کوئی بھلا کہے چاہے بُرا کہے	اپنی تو جان بوجھ مین ذرات ایک ہے
کافر ہے وہ کرے نہ جو نفی دوگانگی	مومن کو لا آلہ سے اثبات ایک ہے
اُس نے لیا نہ ہوگا کبھی دوسرے کا نام	جسکو ترا ب ہم سے ملاقات ایک ہے

اور حق معرفت خواص اور منتہی ہی کا حصہ ہے عوام و مبتدی اس سے بے بہرہ ہین۔ حضرت امام ربانی اپنے اڑتیسوین مکتوب مین فرماتے ہین کہ معرفت حق کا حصول اسطور پر ہے کہ نہایت معرفت حق بجز اسکے اور نہین کہ یہ بے چونی و بیچگونگی پہچانے اور اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اس معرفت مین عام و خاص مبتدی و منتہی سب برابر ہین مین کہتا ہون کہ ایسا سمجھنے والے نے علم و معرفت مین کوئی فرق نہین کیا ہے مبتدی کے لیے علم ہے اور منتہی کے لیے معرفت اور معرفت بغیر فنا کے حاصل نہین ہوتی اور نہ یہ دولت سوائے فانی کے کسی کو نصیب ہے مولوی رومی فرماتے ہین ؎

ہیچ کس را تا نہ گردد او فنا	نیست رہ در بارگاہ کبریا

سلہ ترجمہ پس خلق مین عین حق کو دیکھ اگر تو صاحب عین ہے اور حق مین عین خلق کو دیکھ اگر تو صاحب عقل ہے اور اگر تو صاحب عین بھی ہے اور صاحب عقل بھی تو تو نہین دیکھے گا سوائے عین شے کے کہ جس مین واحد بشکل کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ ۱۲

پس جب معرفت دراء علم ہوئی تو جاننا چاہیے کہ یہ ایک امر ہے دراء دانش متعارف کہ جس
سے معرفت مراد لیتے ہین اور اسکو ادراک بسیط کہتے ہین ؎

فریاد حافظ این ہمہ آخر بہرزہ نیست	ہم قصۂ عجیب و حدیثے غریب ہست
اتصالِ بے تکیف بے قیاس	ہست رب الناس را باجان ناس
لیک گفتم ناس را نسناس (یعنی بن مانس ۱۲) نہ	ناس غیر جانجان بشناس نہ

اور چونکہ فنا کی حالتین بھی مختلف ہین لہذا نیستی کے لیے بھی معرفت ہین تفاصیل
ضروری ہین جس کسی کی فنا اتم ہے وہ اکمل ہے اور جس کی کم ہے وہ اس سے کم ہے علی
ہذا القیاس حضرت صاحب

راہ فنا مین سالک ثابت قدم نہونگے	ہستی سے اپنی جبتک بالکل عدم نہونگے

اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ معرفت وادراک حق سبحانہ تعالی دو قسم پر ہے اول ادراک بسیط
اور وہ یہ ہے کہ وجود حق کا ادراک اس طرح پر کیا جاے کہ وہ فی نفسہ غیر مدرک ہے
اسلیے کہ وہی وجود مدرک ہی اور اسکے ساتھ اپنے اس ادراک کا ادراک بوجہ نیستی و
تنزہ کے نہو دوسرا ادراک مرکب۔ اور وہ یہ ہے کہ وجود حق کا ادراک مع شعور اس ادراک
کے کیا جاے اور ظہور وجود حق سبحانہ مین بحب ادراک بسیط کوئی خفا نہین اس لیے کہ
جس چیز کا ادراک کیا جائیگا اول اسکی ہستی مدرک ہوگی اگرچہ اس ادراک کے ادراک سے غفلت ہو
اور وہ غایۃ ظہور مین مخفی ہو۔ لیکن ادراک ثانی ادراک مرکب ہے اور وہی محل فکر و خطا و
ثواب ہے اور ایمان وکفر کا حکم اسی کی طرف راجع ہی اور تفاضل ارباب معرفت مین انھین
مراتب کے فرق سے ہی۔ کذا فی شرح اللمعات للمولانا عبدالرحمن الجامی قدس سرہ السامی۔

وصل یہ جو کچھ مین نے بیان کیا بلا تزکیہ[51] نفس و تسویہ[52] روح

۵۱ تزکیہ نفس کو برائیون وعیبون سے پاک کرنا اور خیال غیر ماسوی اللہ سے درگذر کرنا ۱۲

۵۲ تسویہ وتجلیہ روح کو ان کدورتون سے کہ جو بسبب نزدیکی تاب عنصری روح کو عارض ہوئی ہین پاک و صاف کرنا ۱۲

وتطہیر ذات[۵۱] کے نہین ہوتا اور وہ ریاضات ومجاہدات پر موقوف ہی اسلیے تاکہ حیوانی لذتین اور جسمانی شہوتین اور طبعی پلید بدخلقیان سب رفع ہوجائین اور روح کو نفس پر غلبہ حاصل ہو اور کل احکام ظلمانیہ وحواس جسمانیہ سے تخلیہ میسر ہو اور یہ اسوقت تک ممکن نہین جبتک کہ روح شواغل عنصریہ سے مجرد[۵۲] اور نفس شہوات حیوانیہ سے بری نہو اور صفات ذمیمہ طبعیہ دفع نہون۔ اور بعد تجرید کے یہ امور ضروری ہین اول امور شرعیہ پر استقامت اور ممنوعات شرعیہ سے گریز کرے۔ اور سب باتون مین آثار صحابہ وتابعین وسلف صالحین کی پیروی رکھے۔ دوم دنیا چھوڑ دے مگر بقدر ضرورت اور اہل دنیا سے میل جول چھوڑ دے سوم گوشہ گزینی اختیار کرے چہارم ہمیشہ بھوکا اور پیاسا رہا کرے اور ہمیشہ شب بیداری کیا کرے اور زائد باتین کرنے سے احتیاط رکھے اور کل امور مین نفس کی مخالفت کرے پنجم ہوائے نفسانی کو ترک کرے اور اللہ تعالی کی طرف کل وقتون اور گھڑیون مین متوجہ رہے اور ماسوی اللہ سے منھ موڑے۔ اور سالک کے لیے ہمیشہ ریاضتین اور مجاہدے کرتے رہنا اور عنصری کدورتون کی صفائی اور تزکیہ نفس اور معنویہ ناپاکیون سے کہ جو مانع قرب ہین تطہیر ذات ضروری ہے تاکہ ذہن روشن ہو اور عقل منور اور قوی مستنیر اور حواس کو راہ راست پر استقامت نصیب ہو اسوقت مین محبت کی تجلیون[۵۳] سے اشراق اور انوار الٰہیہ[۵۴] سے روح کا تجوہر نقد وقت ہے ان کے بعد

---

[۵۱] تطہیر ذات یعنی اپنی ذات کو ظاہری و باطنی نجاستون کی آلودگی اور خودی سے پاک رکھنا اس طرح پر کہ اس مین اپنی ذات ہونے کا شائبہ تک نرہے اور ذات حق مین فانی ہوجاے یہان تک کہ بس تطہیر ذات کے معنی یہ ہوجائین کہ ذات حق کو کل عیوب ونقصانات سے پاک مشاہدہ کرنا ۱۲

[۵۲] تجرید سے مراد اغراض دنیوی کا ظاہرا ترک اور اغراض اخروی کی باطنا نفی پس معلوم ہوا کہ مجرد حقیقی وہ ہی کہ جو دنیا سے تجرید پر طالب عوض نہو بلکہ اس کا سبب تجرد تقرب الٰہی ہو اور جو شخص کہ اغراض دنیوی کو بظاہر ترک کردے اور بباطن اوس ترک وتجرید پر طالب عوض رہے وہ مجرد حقیقی نہین ہی بلکہ معاوضہ دستاجر ہے اور بعضون کے نزدیک تجرید اپنی خودی سے دور ہونے اور حق کی خودی مین مل جانے کو کہتے ہین ۱۲

[۵۳] یعنی قلب کا محبت کے نور سے منور ہوجانا۔ اور یہ نورانیت محبت کے تقاضا سے ہی کیونکہ قلب کو خیالات وسواس غیر محبوب سے پاک کردینا محبت کا خاصہ ہے خواہ معشوق مجازی کی محبت ہو یا حقیقی کی۔ اور یہ اشراق لوازم تجلی جبی سے ہر جوشش تجلی کے ہوتی ہے ۱۲

[۵۴] انوار الٰہیہ سے روح کا تجوہر جاننا چاہیے کہ روح عالم امر سے ہی اور نورانیت اسکی صفت ذاتی ہی اب اسمین ظلمانیت یا کدورت جو آجاتی ہی وہ بوجہ اسکے جسمانیات سے متکیف ہونے کے اور اپنے مبدا سے غفلت کے ہی۔ اور اسی رفع غفلت کا نام تخلیہ ہی بعد تجلیہ وہ حالت ظلمانی دفع ہوجاتی ہے اور روح پھر نورانیت کی حالت اصلی پر آجاتی ہے جسطرح کھوٹی چاندی آگ مین ڈالنے کے بعد صاف ہوجاتی ہے اسی طرح مجاہدہ وریاضات کے بعد روح بھی شواغل عنصریہ وکدورت نفسانیہ وجسمانیہ سے پاک وصاف ہوکر منور بانوار الٰہیہ (کہ جو ہر دم ہر لحظہ اسپر وارد ہوتے ہین) ہوجاتی ہے۔ اسی تجوہر [illegible]ح بانوار الٰہیہ کہتے ہین یعنی جوہر قبول کرنا یا جوہر بن جانا روح کا انوار الٰہیہ سے ۱۲ [illegible]

وہ اپنے نفس کا عارف ہوگا اور حق تعالیٰ کا مشاہد ہو۔ حق تعالیٰ ہمیشہ اُس کے ظاہر و باطن مین متجلی ہوگا۔ اور وہ اسوقت ہر حال مین حق کے ساتھ ہوگا۔ یہی مجمل در مفصل اور مفصل در مجمل دیکھنا ہے بمضمون صدق مشمون لی[۱] مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔

وصل[۱۲] یہ سلوک بلا شیخ کامل مکمل کی توجہ کے تمام نہین ہوتا ہے۔ اگر اس سب کا عمل سالک کو منظور ہو تو شیخ رہنما کو ڈھونڈھے بغیر اسکے راہ نہین ہی گو تمام عمر عبادت کرے یہین سے سالکین اور عابدین مین فرق ہے کیونکہ اکثر ایسا دیکھا گیا ہے کہ عابد ایک ذرا سی بات پر تمام عمر کی عبادت کھو بیٹھتا ہے اور ایک قدم ٹرھ نہین پاتا ہے اور سالک اول ہی قدم مین اُس سے دور تر گذر جاتا ہے اسلیے کہ اُسکی ابتدا توحید سے ہوتی ہے اور عابد اس سے محض نا واقف ہے اور عادت اللہ اس طرح جاری ہے کہ معنوی نجاستون اور باطنی کثافتون سے پاکی اور نماز مین حضور و خشوع بلا شیخ کامل سے سلوک کیے ہوے (کہ جو عالم بعلاج نفسانی و حکمۃ معاملات عشقی علما و ذوقًا و معرفۃً و تجربۃً ہو) میسّر نہین ہوسکتی۔ بلکہ اگر مبتلاے اخلاق ذمیمہ اس فن کی کتابین یاد کرے تو بھی یہ نہین ہوسکتا کہ وہ تربیت شیخ سے مستغنی ہوجاے مثلاً اگر کوئی شخص بیمار ہو اور کتب طب مطالعہ کرکے اپنا علاج کرنا چاہے تو ہرگز نہین ہوسکتا پس جس طرح نبض و قارورہ احوال جسم پر دلالت کرتا ہے اسی طرح واقعہ احوال نفس پر دلالت کرتا ہے اسی لیے سالکین اپنے واقعات شیخ پر عرض کرتے ہین اور شیخ اُن واقعات سے ترقی و تنزل نفس معلوم کرتا ہے اور اُسی کے موافق ذکر معین کرتا ہے چنانچہ بخاری و ترمذی نے سمرہ بن جندب سے روایت کی ہے کہ آن حضرت اکثر اصحاب سے فرماتے تھے کہ ھل رای احد منکم من رویا[۲] ع آنچہ تو در آئینہ بینی عیان ✤ پیر اندر خشت بیند بیگمان ع

---

[۱] ترجمہ۔ واسطے میرے ساتھ اللہ کے ایک وقت ہی کہ نہین سمائی رکھتے ہین اسمین کوئی فرشتہ مقرب نہ نبی مرسل ۱۲۔

[۲] ترجمہ۔ کیا تم مین سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہی۔ ۱۲

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما	اے طبیب جملہ علتہای ما
اے دوای نخوت و ناموس ما	ای تو افلاطون و جالینوس ما

اور تربیت شیخ مین ایک خاص اثر رکھا گیا ہے کہ وہ نفس امارہ کی خرابی اور اسکی خود آرائیون سے سالک کو نکالتا ہے اور یہ بات مطالعہ کتب وغیرہ سے میسر نہین ہوتی چنانچہ اکثر متفقین اسی مین مبتلا مشاہدہ کیے جاتے ہین امام شعرانی انوار قدسیہ مین فرماتے ہین کہ اہل طریق وحق سب اسپر متفق ہین کہ سالک کیلیے مرشد کرنا واجب ہے تاکہ وہ اُن صفات سے کہ جو اُنکو حضرت الٰہیہ کے قریب سے مانع ہین بالکلیہ زوال کا راستہ بتادے تاکہ اُسکی عبادت صحیح ہو اور بلاشک کل امراض باطنی کا علاج واجب ہی چنانچہ اس امر پر آیات واحادیث شاہد ہین پس اس سے یہ امر معلوم ہوا کہ جس نے کسی کو اپنا مرشد نہ بنایا (کہ جو اُسکو اُن صفات سے نکالتا) تو وہ خدا ورسول کا گنہگار ہے اسلیے کہ اُسنے طریق علاج کی طرف ہدایت نہ چاہی اور اگر بلا شیخ کے ریاضات ومجاہدات کیے تو وہ نفع نہین دے سکتے ہین اگرچہ اُسنے ہزارون کتابین حفظ کی ہون۔ اُسکی مثال اُس شخص کی ایسی ہے کہ جو طب کی کتاب یاد کرلے اور امراض کی دوا ومعالجہ کو نہ سمجھ سکے۔ جو شخص اُسکو کتاب پڑھتے دیکھے گا وہ تو سمجھے گا کہ یہ بہت بڑا حکیم ہے اور جو شخص اُس سے سوالات دربارہ اسماء امراض وکیفیت ازالۂ مرض کرے گا اور جوابات سے اُسکو عاجز پائے گا تو وہ سمجھے گا کہ یہ جاہل ہے لہذا مرشد کا کرنا ضروری ہی۔ اور اپنے آپ کو اس کہنے سے بھی بچانا چاہیے کہ طریقہ صوفیہ کتاب وسنت کے خلاف ہی کیونکہ یہ کفر ہی اسلیے کہ طریقہ صوفیہ اخلاق محمدی وسیرۃ احمدی وسنن الٰہی کا لب لباب ہی۔ انتہی جواہر ضمیہ مین ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی صاحبزادے سے فرمایا کہ اے فرزند جو لوگ صوفی ہین اُنکی ہمنشینی کو لازم کر کیونکہ ان مین بکثر لوگ احکام دینی سے جاہل ہوتے ہین چنانچہ جب حضرت امام نے اباحمزہ بغدادی کی صحبت اختیار کی اور احوال قوم کو پہچانا تو اپنے صاحبزادہ سے فرمانا شروع کیا کہ اے فرزند اس قوم کی مجالست اپنے اوپر لازم کر کیونکہ ان لوگون کی

صحبت سے کثرت علم و مراقبہ و خوف و زہد و بلند ہمتی ہم مین بڑھ گئی حضرت صاحب سے

منکرون کی آنکھ مین بے قدر ہین گو صوفیہ	قدر ان کی اُنسے پوچھو جو ارادت کیش ہین

حضرت امام شافعی حضرات صوفیہ کے پاس بیٹھتے تھے اور فرماتے تھے کہ فقیہ اصطلاح صوفیہ کا اسلیے محتاج ہے کہ وہ اُسکے لیے اسقدر مقدار علم کی بہم پہونچاتے ہین کہ جو اُسکے پاس نہین ہے اور یہ امراض باطنی صحابہ و تابعین و مجتہدین کے زمانہ مین نہ تھے ورنہ مجتہدین ان امراض کی دوا ہین کتابون سے ضرور استنباط کرتے اور لوگون کو عجب و نفاق وریا سے رہا کرتے جسطرح کہ مسائل فقہیہ مین کیا ہے اور کوئی عاقل شخص یہ نہین کہہ سکتا کہ ائمہ مین سے کسی ایک مین بھی معاذ اللہ ان صفات مین سے کوئی صفت پائی جاتی ہو اور اگر شاذ و نادر کسی مین ہوتی بھی تھی تو وہ فوراً کتاب و سنت سے اُس مرض کی دوا استنباط کرکے صحت حاصل کرلیتا تھا۔ اس سب تقریر سے یہ بات نکلی کہ جس کسی مین کوئی مرض امراض باطنی مین سے پیدا ہو تو اُسکو مرشد طلب کرنا چاہیے کہ جو اُسکو اس ورطہ سے نکالے اور اگر کسی کو قابل شیخ اپنے شہر یا اقلیم مین نہ پاوے تو سفر کرکے تلاش کرے اور جس کسی کا باطن امراض سے مثل مجتہدین کے سالم ہو تو وہ بھی اپنی ترقیات باطنی و ازدیاد کمال ہین شیخ کا محتاج ہے سے

پیر را بگذین کہ بے پیر این سفر	ہست بس پر آفت و خوف و خطر

امام ابو القاسم قشیری فرماتے ہین کہ ان امراض کی پیدائش تیسری صدی کے آخری حصہ مین ہوئی ہے بدلیل قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم[۱] جو بہ مرضیہ مین ہے کہ حضرت امام شافعی و امام احمد رحمۃ اللہ علیہما صوفیہ کے جلسون مین آمد و رفت رکھتے تھے اور برابر مجالس اذکار مین حاضر ہوتے تھے ایک شخص نے کہا کہ آپ کیون ان جاہلون مین جاتے ہین تو آپنے فرمایا کہ ہرگز ہرگز یہ لوگ جاہل نہین ہین یہ وہ لوگ ہین کہ اصل راس الامر یعنی محبت و معرفت الٰہی انھین کے

[۱] ترجمہ سب سے اچھا زمانہ میرا ہے اُسکے بعد اُن لوگون کا جو میرے عصر والے سے قریب ہون اسکے بعد اُن لوگون کا جو اُنسے متصل ہون ۱۲

پاس ہے شیخ الاسلام ذکریا انصاری فرماتے ہین کہ فقیہ غیر صوفی کی مثال دال بے نمک کی ہی
اور حضرت علی خواص فرماتے ہین کہ کوئی طالب بلا اجتماع و صحبت ایسے شیخ کے کہ جو اُس کو
دنارت نفسانی سے باہر لادے کامل نہین ہو سکتا ہے اور جسکو اسمین شک ہو تو اُسکو چاہیے
کہ تجربہ کرے اور کسی شیخ کے ہاتھ پر سلوک کرے اور اُسکی جفا پر ہر حال مین صبر کرے حضرت
شیخ ابن حجر کہتے مین کہ طالب کو چاہیے کہ ایسے شیخ کی صحبت اپنے اوپر لازم کرے کہ جو ثقہ
اور حجۃ اللہ علی العالمین ہو حضرت صاحب ؎

جو ہو باطن مین قلندر اور ظاہر مین فقیہ	ہمتو قائل ہین اُسی کے مانتے ہین رُتبہ ہے

اور طالب کو چاہیے کہ شیخ متعصب کیطرف متوجہ نہ ہو بلکہ ایسے شیخ کو اختیار کرے جو نہایت پرہیزگار
اور اپنے ہمعصرون مین قوانین شریعت و حقیقت کا خوب عارف ہو۔ اور مرید کو چاہیے کہ
اپنے رسوماتِ نفسانی کو ترک کرے اور اپنے کو شیخ کے اشارات مین فنا کردے ؎

فقط جسکو مرشد سے پیوند ہے	ارادت مین خالص وہی ہے تو اب

جس طالب کو ایسا مرشد نصیب ہوا و سپر ایسے شیخ کی ترک صحبت حرام ہے اور اس امر پر ادلہ[1]
اربعہ دال ہین بلکہ کل کتب سماوی شاہد ہین۔

وصل مجاہدہ نفس کی مخالفت کو کہتے ہین اور بعضون کے نزدیک نفس کو اُسکے مالوفات سے
روکنے کا نام مجاہدہ ہے اور مجاہدہ کی دو قسمین ہین اول مجاہدہ عوام (یعنی توفیق[2] اعمال)، دوم مجاہدہ
خواص (یعنی تصفیہ[3] احوال)، کیونکہ بھوک اور رات کو جاگنے کی محنت بہ نسبت برے اخلاق
کے تبدیل کے آسان ہے اور مجاہدہ[4] فی اللہ وصول الی اللہ کے واسطے سب سے بڑا سبب ہے
حق تعالی فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا[5] اور آنحضرت

[1] ادلہ اربعہ سے مراد ہین کتاب و سنت و اجماع و قیاس ۱۲
[2] توفیق اعمال یعنی طاعات و عبادات ۱۲
[3] تصفیہ قلب کو خطرات غیریت و خودی سے پاک کرنا اور بجز خیال حق کے دوسرا خیال نہ لانا ۱۲
[4] مجاہدہ فی اللہ یعنی خدا کی راہ مین محنت کرنا ۱۲
[5] ترجمہ اور جنھون نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سوجھا دین گے اُن کو اپنی راہین ۱۲

فرماتے ہین کہ المجاہد من جاھد نفسہ فی طاعۃ اللہ[1] حضرت ابو علی دقاق فرماتے ہین
کہ جو شخص اپنے ظاہر کو مجاہدہ آراستہ کرے حق سبحانہ اُسکے باطن کو بانوار مشاہدہ آراستہ کرتا ہی
حضرت ابو عثمان معمربی فرماتے ہین کہ جو شخص یہ سمجھے کہ میسر اس راہ کی کوئی چیز بلا مجاہدہ کے
مکشوف ہو تو یہ محال ہی۔ حضرت امام حسن بصری فرماتے ہین کہ طریقہ مجاہدہ کی بنا تین چیزون پر
ہے۔ اول کم کھانا۔ دوسرے کم سونا تیسرے کم باتین کرنا حضرت ابراہیم ادہم فرماتے ہین کہ
درجہ صالحین اُسوقت تک نہین حاصل ہوتا ہے کہ جب تک ان چھ عقبات سے گذر نہ جاے
اوّل یہ کہ خوش عیشی ترک کرے اور شدت اختیار کرے۔ دوسرے یہ کہ عزت ترک کرے اور
ذلت اختیار کرے تیسرے یہ کہ راحت ترک کرے اور مشقت اختیار کرے۔ چوتھے یہ کہ خواب
ترک کرے بیداری اختیار کرے۔ پانچوین یہ کہ توانگری ترک کرے اور فقر اختیار کرے
چھٹے یہ کہ اُمید ترک کرے اور آمادگی موت اختیار کرے اور کاتب الحروف کے نزدیک کمال
صرف یہی ہے کہ بوے تعین باقی نرہے اور یہ سب تو من قبیل شرائط و ارکان کمال ہین حضرت
لسان الحق کا ارشاد ہے ؎

تو مین اتنا مٹے کہ تو نرہے	تیری ہستی کا رنگ و بو نہ رہے

وصـــل مجاہدہ کی قسمین بہت ہین جو بحسب اقتضاے مرید ہو وہ بتلادے مثلاً مجاہدہ صوم
وصلوٰۃ امرا و سلاطین پر ویسا ہی شاق ہے کہ جیسی فقیر و حریص پر صدقہ دینا یا مثلاً لڑائی
جھگڑے اور اظہار بزرگی اور گاؤ تکیہ لگاکر بیٹھنے کی خواہش اور باہمی نفسانیت کا چھوڑنا
ایسا مجاہدہ ہے کہ علماء ظاہر پر بہ نسبت روزہ و نماز و مطالعہ کتب و تکرار بحث کے زائد مشکل
ہے اور گرمیون کے روزے جاڑے کے روزہ سے زیادہ مشکل ہین خلاصہ یہ کہ تقرر انواع
ریاضات موافق مرضی شیخ کے چاہیے نہ حسب مرضی مرید۔ کیونکہ اسمین خطر عظیم ہے اور شیخ کے
اوامر و نواہی پر مبادرت ضروری ہے ورنہ تاخیر مین بھی اگر چہ وہ عمل کرے اور اس عمل پر

[1] ترجمہ مجاہد وہ ہے کہ جس نے جہاد کیا اپنے نفس سے اللہ کی طاعت مین ۱۲

مداومت بہت ضرر ہے اور مخالفت نفس سے مقصود اصلی نفس کا حق سے موافق ہونا ہے اگر نفس حق سے موافق ہوجاوے اور ہوا تابع شرع۔ تو نہایت عمدہ بات ہے۔ حتی یکون ھواہ تبعا[۵۱] لما جئت بہ اسی طرف اشارہ ہے حضرت عمر ابن عبد العزیز فرماتے ہین کہ جب نفس حق سے موافق ہوگیا تو اُسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے شہد[۵۲] کے ساتھ مسکہ مل جاے مثلاً اگر کسی کو اُسکے ماں باپ حلوا کھانے کا حکم کرین اور جو کی روٹی سے منع کرین تو اُسکو حلوا کھانا زائد نافع ہے جو کی روٹی کھانے اور ترک لذت کرنے سے بعض لوگ تو مخالفت نفس مین اسقدر غلو کرتے ہین کہ جس کے ضمن مین مخالفت حق لازم آتی ہے اور اُسکی وجہ سے بہت سی طاعات وعبادات فوت ہوجاتے ہین اور بعضے سنن ونوافل کو بھی کہ جنکے ساتھ نفس کو عادت اور الفت پڑ چکتی ہے ترک کردیتے ہین اگرچہ یہ بھی علاج نفس کے باب مین نافع ہو لیکن اسطور پر سلوک کرنے سے تہییج[۵۳] واثارۃ باطل ہوجاتی ہین اور سالک کو عکس مقصود کی طرف لے جاتے ہین اور مشائخ شاذلیہ کا طریقہ یہ ہی کہ وہ مریدین وطالبین کو ہدایت وتربیت اُن کی طبیعت کے موافق کرتے ہین۔ نرمی وراحت کے ساتھ۔ اور فوراً جبراً وقہراً اُسکو حالت سابقہ سے نہین نکالتے ہین اور نہ مجاہدہ وریاضات مین سختی کرتے ہین اور وہی اوراد واشغال کہ جو موافق طبیعت اور مزاج طالب کے ہوتے ہین بتلاتے ہین اور نہایت راحت اور آسانی سے منزل مقصود پر پہونچاتے ہین حضرات شاذلیہ کے نزدیک یہ ہی کہ جس شخص کے سیر اس راہ مین اُسکی طبیعت اور شاکلہ[۵۴] کے موافق پڑتی ہی اُسکو وصول بہت جلد ہوتا ہی اور جسکا سلوک خلاف مقتضاے طبع کرایا جاتا ہی اُسکو وصول بہت دیر مین ہوتا ہی حضرت شیخ ابن عطاء اللہ اسکندری صاحب کتاب الحکم تاج العروس مین لکھتے ہین لا تاخذ من الاذکار[۵۵]

---

[۵۱] ترجمہ یہانتک کہ اُسکو خواہش جو کچھ تو لایا ہی اُس کی تابع ہوجاے یعنی اُسکی خواہش تابع شرع ہوجاے)

[۵۲] شہد والو دبل عرب کی ضرب المثل ہی اور ایسے موقع پر استعمال ہوتی ہے جیسے ہندی مثل ہی کہ «سونے مین سہاگہ» ہوگیا ۱۲

[۵۳] تہییج کے لغوی معنی اُٹھنے اور اُٹھانے اور اُٹھ کھڑے ہونے کے ہین اور اثارہ کے معنی گرد اُڑانے اور گرد اُڑوانے کے اور یہان مراد اصل مین جوش وخروش شوق وطلب حق سے ہی۔ ۱۲

[۵۴] شاکلہ بمعنی طور وطریقہ وطبیعۃ وعادۃ ۱۲

[۵۵] ترجمہ نہ اختیار کر تو اذکار سواے اُن اذکار کے کہ جن کی اچھائی پر تیرے قوائے نفسانیہ تجکو مدد دین ۱۲

الاما یعینك القوی النفسانیة علیہ سجبہ اور قطب الوقت شیخ ابوالحسن شاذلی امام ومنتہائے سلسلہ شاذلیہ فرماتے ہین کہ الشیخ من دلك علی راحتك اور حدیث یسروا ولا تعسروا کے معنی یون فرماتے ہین کہ دلوا ھم علی اللہ ولا تدلوا ھم علی غیرہ فان من دلك علی الدنیا فقد غشك ومن دلك علی العمل فقد اتعبك ومن دلك علی اللہ فقد نصحك پس ضرور ہوا کہ مرشد ایسا شخص چاہیے کہ جسکے ہاتھ مین اعجازِ حقیقی ہوتا کہ نفوس عامہ اہل روزگار کو کہ جنھون نے حقیقت کو محض لہو ولعب خیال کرلیا ہی اور ہزل کو جد کے ساتھ ملا دیا ہے پھر اعجاز وقوت تصرف سے ایسا توڑے کہ اُن کو سانس لینا دشوار ہوجاے حتی اذا ضاقت علیھم الارض بما رحبت وضاقت علیھم انفسھم وظنوان لا ملجاء من اللہ الا الیہ ثم تاب علیھم ٥

روے زمین ز تیرگی منکران عشق	محتاج شست وشوی دگر شد کجاست نوح

پس واے اوس شخص پر کہ ایسے عارف کو پاکر طالب نہ ہو اور اُس کی خدمت نہ اختیار کرے کیونکہ ایسا شخص کبریت احمر کا حکم رکھتا ہے اور طلب اسی لیے رکھی گئی ہے ورنہ درویشی سے مراد صرف آرائش صوری نہین ٥

برگ بے برگی نداری لاف درویشی مزن	رخ چو عیاران مبارا جان چو نامردان مکن
یا برو ہمچون زنان رنگے وبوے پیش گیر	یا چو مردان اندر آئی وگوی در میدان فگن
ہرچہ یابی جز ہوا آن دین بود در جان نگار	ہرچہ بینی جز خدا آن بت بود درہم شکن

سلہ ترجمہ شیخ وہی ہے جو تجکو راستہ بتادے تیری راحت پر ۱۲

سلہ ترجمہ آسانی اختیار کرو اور تکلیف نہ اُٹھاؤ ۱۲

سلہ ترجمہ ان کو اللہ کی راہ پر لگاؤ اور غیر خدا کی راہ پر نہ لگاؤ پس جس نے تجکو دنیا کا راستہ بتایا اُسنے تیرے حق مین خیانت کی اور جسنے تجکو بشدت مجاہدہ وریاضت کا حکم کیا اُسنے تجکو رنج وتعب مین ڈالا اور جسنے تجکو خدا کی راہ بتائی وہ درحقیقت تیرا ناصح وخیرخواہ ہے ۱۲

سلہ ترجمہ یہان تک کہ جب تنگ ہوئی اُنپر زمین ساتھ اسکے کہ کشادہ ہی اور تنگ ہوئی اُنپر اپنی جان اور سمجھے کوئی پناہ نہین اللہ سے مگر اسی کی طرف پھر مہربان ہوا اُنپر (اللہ) ۱۲

چون دو عالم قطع شد در زیر پایت پاے کوب / چون دو کون اندر دو دستت جمع شد دستی بزن

سر برآر از گلشن تحقیق تا در کوے دین / کشتگان زندہ بینی انجمن در انجمن

در یکی صف کشتگان بینی بہ تیغی چون حسین / در دگر صف خستگان بینی بزہری چون حسن

درد دین خود بوالعجب دردی ست کاندر وی چو شمع / چون شوی بیمار بہتر گردی از گردن زدن

ہر یکے از رنگ و گفتاری باین رہ کی رسد / درد باید صبر سوز و مرد باید گام زن

قرنہا باید کہ تا یک کودکی از لطف طبع / عالمی کامل شود یا فاضلی صاحب سخن

سالہا باید کہ تا یک سنگ اصلی ز آفتاب / لعل گردد در بدخشان یا عقیقی در یمن

ماہہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش / صوفیی را خرقہ گردد یا حمارے را رسن

ہفتہا باید کہ تا یک پنبہ از آب و گل / شاہدی را حلہ گردد یا شہیدے را کفن

روزہا باید کشیدن انتظار بے شمار / تا کہ در جوف صدف باران شود درّ عدن

صدق و اخلاص درستی باید و عمر دراز / تا قرین حق شود صاحبقرانی در قرن

با دو قبلہ در رہ توحید نتوان رفت راست / یا رضاے دوست باید یا ہواے خویشتن

فصل ۱۵ مرشد کے واسطے شرط ہے کہ موافق احتیاج مریدین فقہ وعقاید و توحید مین اسقدر عالم ہو کہ ہدایت مین مریدین کے شبہات رفع کر سکے اور قلوب کے کمالات و آداب اور نفوس کے آفات و امراض اور نفس کی حفظ صحت و اعتدال کی کیفیت جانتا ہو مسلمانون پر عموماً اور مریدین پر خصوصاً مہربان اور اُن کے حالات کا ناظر و ناصح ہو جو شخص قابل سلوک ہو اُسکو سلوک کراے اور اگر وہ محتاج ہو اور مرشد توانگر تو مرشد کو بقدر وسعت خود اوس کی کفالت کرنا چاہیے اور اگر مرید کو اس قابل نہ سمجھے تو کسی دوسری طرف اسکو چلا دے اور منجملہ علامات مرشد کے ایک امانت ہے وہ یہ کہ عیوب مریدین کی ستاری کرے اور کل امور مثل گرسنگی و سیری و خواب و بیداری و قبض و بسط وغیرہ مین وسطی حالت رکھے۔ اور حالت وسطی وہی جو درمیان افراط و تفریط کے ہو لیکن یہ قدرت سواے کاملین کے اور کسی کو میسر نہین پس جو شخص

ان صفات سے متصف ہے وہ لائق ارشاد ہے اور یہ شرط بھی ہے کہ غنی النفس اور حسن الخلق ہو
اور زاہد خشک و کج خلق نہو۔ اور اوسکی صفت جلالی مین جمالی شامل اور اوسکا غضب لطف سے
ممزوج ہو اور شیخ پر تین چیزین واجب ہین اول[۱] تسلیک فی اللہ فی البدایۃ دوم[۲] تبلیغ فی النہایۃ
سوم[۳] حفظ فی الرعایۃ اور مرید پر تین چیزین واجب ہین شیخ کی فرمانبرداری اور اسکے سر کا کتمان
اور اسکی تعظیم و ادب۔ اور ادب کی تین قسمین ہین اول تو اللہ کا ادب دوسرے پیر کا ادب
کہ وہ مربی ہے تیسرے علما کا ادب اور یہ مخلصین کی علامت ہے حضرت شیخ اکبر فرماتے ہین
کہ شیخ پر واجب ہے کہ جب کسی دوسرے شیخ کو اپنے سے مرتبہ مین زائد دیکھے تو اس شیخ
کی خدمت اختیار کرے اور اپنے مریدین کو حکم کرے کیونکہ یہ امر اسکے اور اسکے مریدین کے حق مین
بہتر اور باعث سعادت ہی اور جب تک ایسا نکریگا منصف نہین کہلاویگا اور نہ صاحب ہمت
بلکہ ایسا شخص ضعیف الہمت و ساقط الہمت ہی اور اکثر ایسے اشخاص مین حب جاہ ہوتا ہے اور
اور یہ طریقہ نقص ہی اور امام شعرانی فرماتے ہین کہ مین نے جس کسی کو اپنے سے زائد عارف طریقت
وحقیقت دیکھا اسکا شاگرد ہوا اگرچہ اس سے قبل دوسرے سے ماذون و مجاز تھا اسلیے کہ مقامات
کی کوئی حد نہین کہ جس پر سالک ٹھہرے انتہی۔ مین کہتا ہون کہ جس وقت مین ایک شیخ کو دوسرے

ف۱ تسلیک فی اللہ فی البدایۃ یعنی مرید کو ابتدا مین سلوک فی اللہ کرانا۔ سلوک کے معنی طلب قرب حق کے ہین۔ اور قرب جبتک سالک اپنی ہستی سے فانی نہو ممکن نہین اسلیے کہ حضرات قادریہ و قلندریہ کرام کے یہان اول قدم مقام فنا ہی کیونکہ سے تا نگوئی از خدا نیابی بوے۔ تا نمانی خدا نماید روے۔ اور سلوک فی اللہ یہ ہے کہ سالک بصفات حق متصف و باسماء حق متحقق ہو جاوے اور یہان پر فی اللہ کہنے اور فی سبیل اللہ نہ کہنے کی وجہ یہ ہی کہ چونکہ مقصود و مطلوب طالب حق مطلق ہوتا ہی نہ کہ غیر پس اسکا سلوک فی اللہ ہوتا ہے نہ الی اللہ الی اللہ کے واسطے سبیل کی گنجائش ہے نہ فی اللہ کے لیے کیونکہ سبیل کے معنے راستہ و طریقہ کے ہین اور جس وقت سالک متحقق باسماء و متصف بصفات ہو رہا ہے تو کیسا راستہ اور کون رہرو اور بجای فی اللہ کے الی اللہ اسوجہ سے نہین فرمایا کہ اس سے یہ لازم آتا کہ سالک قبل سلوک کرنیکے غیر تھا یا جدا تھا حالانکہ کوئی چیز حق سے غیر یا جدا نہین ہے سے نہ وہ عین ہے نہ وہ غیر ہے نرالا ہے مرا پیے ۱۲

ف۲ تبلیغ فی النہایۃ یعنی سالک کو مقام انتہائی تک پہونچا دینا یعنی سالک کو اسکی تینون اناؤن انا بشری و انا روحی و انا روح کلی سے نکال کر انا حقیقی مقام قرب فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر نشستگاہ صدق مین بادشاہ صاحب اقتدار کے نزدیک پہونچا دینا تفصیل ان اناؤن کی مضمون "سلوک و انانیت" رسالہ مصنفہ جناب مولانا تاج الدین قلندر مین دیکھنا چاہیے ۱۲

ف۳ حفظ فی الرعایۃ سے مراد ہی قائم رکھنا سالک کو اس مقام پر کہ جسکی اللہ تعالیٰ نے تقرر کی ہے اوامر و نواہی سے ۱۲

شیخ کا جو اوس سے افضل ہے اگرچہ وہ اپنے شیخ سے ماذون ہو تلمذ واجب ہے پس اُن لوگون پر کہ جنھون نے کہ گویا ابھی اسرار حقیقت کی بو نہین سونگھی اور ناقص ہین اور بھی زائد واجب ہے جیسا کہ کتب قوم سے عموماً اور تالیفات حضرت مرشدنا شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ سے خصوصاً معلوم ہوتا ہے۔

وصل بات کہان سے کہان جا پڑی اور مین مقصود سے دور جا پڑا اگرچہ حقیقۃً مقصود سے نزدیک ہون بلکہ عین مقصود مین ہون لیکن اگر بہ نظر اصلاح حال تشنگان زلال تحقیق کچھ اور بیان کیا جاے تو مقصود سے دور جا پڑنا نہوگا جاننا چاہیے کہ تحصیل علم باطن کہ جو نجات دلانے والی چیزون اور سلوک اور ریاضتون اور مجاہدون مین سب سے بڑی چیز ہے فرض عین ہے اُس شخص پر کہ جسکا قلب[1] سلیم منجذب بجذبہ[2] الٰہی ہو۔ اور علم ظاہر کی تحصیل اسکے استفادہ سے مستغنی نہین کر سکتی۔[3]

---

[1] جاننا چاہیے کہ جسد مین قلب جزو اعظم ہی اور وہ چار طرح پر ہے ایک قلب مضغۂ صنوبری کہ جو بشکل نیلوفری سینہ کی بائین طرف ہی اور تین قلب اور ہین قلب منیب و قلب سلیم و قلب شہید۔ قلب منیب وہ ہی کہ جسکی طرف اس آیۃ مین اشارہ ہی کہ من خشی الرحمٰن بالغیب وجاء بقلب منیب (یعنی جو ڈرے رحمٰن سے بالغیب اور لاوے دل مناجات کرنے والا) اس قلب سے خطرات نیک ظاہر ہوتے ہین جنکا خطرات روحی نام ہی جیسے کہ تقوی و ریاضۃ و عبادت وغیرہ۔ اور قلب سلیم وہ ہی کہ جسکی طرف اس آیۃ مین اشارہ ہے یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم (یعنی اُس روز نفع نہ دے گا مال اور نہ اولاد مگر اُسکو جو خدا کے پاس قلب سلیم لے کر آیا ہے اُس کا قلب سلیم نفع دے گا) اس قلب سے خطرات محبت حق اور ادراک عبد و رب و علم و عرفان و طلب راہ سلوک سرزد ہوتے ہین اور قلب شہید وہ ہے کہ جسکی طرف اس آیت مین اشارہ ہے کہ ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شہید (یعنی اسمین سوچنے کی جگہہ ہے اُسکو جسکے دل ہے یا لگا وے کان دل لگا کر)۱۲ اس قلب کی صفت یہ ہے کہ ہر شے مین ذات حق کو پہچانتا ہے واضح ہو کہ قلب صنوبری قلب مجازی ہی اور قلب منیب و قلب سلیم و قلب شہید یہ تینون قلب حقیقی ہین قلب حقیقی نہ یمین مین ہے نہ یسار مین نہ فوق مین ہے نہ تحت مین نہ دور نہ نزدیک۔ اور چونکہ یہ منقلب ہین درمیان جبروت و ملکوت و ناسوت کے اسلیے ان کا نام قلب ہے ۱۲

[2] منجذب بجذبہ الٰہی ہو۔ جاذبہ نام ہے کشش بلا کوشش کا اور یہ اوس وقت مین ہوتا ہے کہ جب سالک اپنے تینون اناؤن انا ر بشری و انا ر روحی کلی سے نکلکر انا ر حقیقی مین داخل ہوتا ہے اس موقع پر جاذبہ حق آتا ہے۔ اور اُس کو کھینچتا ہے یہان تک کہ وہ فنا فی اللہ ہو جاتا ہے اسی لیے کہا ہے کہ جذبۃ من جذبات الحق توازی عمل الثقلین (یعنی جذبات حق مین سے ایک جاذبہ بھی ہو تو کونین کے عمل کے برابر ہے) اور اسوقت مین وہ حق کی احدیۃ مین داخل ہوتا ہے کہ جو بے کیف و بے رد و بے جہت ہے نہ یہان سالک ہی نہ مقصود نہ طالب ہی نہ مطلوب نہ حدوث نہ قدم نہ وجود نہ عدم نہ غصہ نہ قلق فقط ذات حق ؏

کفر و اسلام در رہش پیمان وحدہٗ لا شریک لہ گویان ۱۲

جیسا کہ اکثر علماء متقدمین ومتاخرین حنفیہ سے مثل ابن ہمام وشرنبلالی وخیر الدین وغیرہ کے ثابت ہی اور شافعیہ سے مثل عزالدین بن عبدالسلام اور غزالی اور سبکی وسیوطی وغیرہ کے۔ اور مالکیہ سے مثل ابوالحسن شاذلی اور ابوالعباس اور ابن عطاء اللہ اور ابن ابی حمزہ وغیرہ کے۔ اور حنابلہ سے مثل حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی وفخر الاسلام اور شیخ عبداللہ انصاری وغیرہ کے۔ کہ ان سب حضرات نے بعد فراغت تحصیل علوم ظاہری کے علوم باطنی کی بھی تحصیل علماء باللہ سے صحبۃً وخدمۃً وسلوکاً واعتقاداً کی ہے اور علم باطن کے سیکھنے کے وجوب پر اکثر معتبر کتابین شاہد ہین جیسے ابن حجر کی تصنیف تحفۃ المحتاج کہ جسکی کتاب السیر مین اُنھون نے لکھا ہے کہ ہر صاحب قلب سلیم پر واجب ہے کہ امراض قلب کی دواؤن کو سیکھے۔ اور خطیب شربینی شافعی نے شرح الفیہ مین لکھا ہی کہ اُسکے ظاہر کی دو قسمین ہین واجب ومسنون۔ اور واجب کی دو قسمین ہین بدنیہ اور قلبیہ اور قلبی امراض مثل حسد اور عجب اور ریا وغیرہ کے ہین اور در مختار مین ہے کہ علم سیکھنا فرض عین اور فرض کفایہ اور مندوب ہے اور وہ منقسم ہے علم قلب اور علم فقہ پر۔ مین کہتا ہون کہ یہ تقسیم ہے مگر اصل علم قلب سو وُہ فرض عین ہے حضرت شیخ الاسلام ذکریا انصاری فرماتے ہین کہ علم قلب علم ذوقی ووجدانی ہی نہ کہنے مین آسکتا ہے اور نہ لکھنے مین۔ اور علم باطن بمقابلہ علم ظاہر کے بمنزلہ ثمر شجر کے ہے کہ درخت بے ثمر بے نفع ہے۔ اور شرنبلالی کہتے ہین کہ طہارت شرعیہ اسلیئے مشروط ہے کہ عبد عبودیت کا اہل بنکر خدمت پروردگار کے لیئے اُٹھ کھڑا ہو جاوے۔ اور بغیر باطنی کثافت سے پاکی اور خلاص کے اس سے کوئی نفع نہین اسلیئے کہ یہ کثافتین مثل غل وحقد وحسد وغیرہ کے نجاسات حقیقۃ سے زائد نقصان رسان ہین۔ اور نیز بغیر صلاحیت قلبی کے طہارت شرعیہ بے سود ہے کہ اُسکے سبب سے باقی جسم مین صلاحیت آتی ہے۔ پس قلب کو ماسوی اللہ سے پاک اور کل علائق خلائق وشہوات نفسانیہ سے جدا ہونا چاہیے یہان تک کہ کوئی مقصود اور معبود سوای اللہ کے نہ رہے نہ جنت کی رغبت رہے نہ دوزخ کا خوف۔

وصل اگر تو سوال کرے کہ پھر مین کون ہون کہ ایسی باتون کے واسطے مامور ہوا ہون

توجو کچھ میری سمجھ مین آتا ہی اور نیز زبان الہام ترجمان حضرات مرشدین رضوان اللہ علیہم سے سُنا
ہی وہ یہ ہی کہ نفس عبارت لفظ "مین" سے ہی اور روح اوسکی لفظ "ہون" ہے جسکی تفصیل یہ ہی کہ
صفات باری تعالیٰ عند التحقیق اُسکے غیر نہیں ہین ہر صفت بنظر وصف عنوانی اپنے موصوف
مسند الیہ کا حکم رکھتی ہے جب اپنے علم سے کہ جو "انا" سے مراد ہی اپنے کو حاصل کیا اپنی حقیقت
سے جاہل ہوا اور وہ اُسکا تعین واہم ہوا اور تعدد اسماء بسبب تعدد وصفات کے ہی پس وہی عین یکی
کا حکم لیکر غیر متناہی افراد کے وجود کا سبب ہوا۔ اور وہ علم اوسی ذات مطلق کا حکم اپنے خفا کیلیے
ہی بحیثیت لابشرط شے کہ جسکو ہندی مین "اکلوتا" کہتے ہین اور "انا" کہ مراد اپنے علم سے ہی یہی
ہی کہ جو کیا نہین کرتا۔ اسلیے کہ باعث اُسکے ظہور کا یہی اپنی حقیقت سے بعد ہونا ہے۔ اور
علم اپنے نقصان کا کہ جسکو "جذب الٰہی" کہتے ہین زیر روح ہے اور روح مربی اور قریب اپنے افراد
کے ہی مثل نباتی وحیوانی ونفسانی کے کہ درحقیقت بجز تشکل کے اور کچھ نہین ہی اور علم اُن
اعیان ثابتہ کا حق مین ایسا ہی کہ جیسے خیال نقوش خیال مصور مین۔ اور روح کا تعلق جسد
کے ساتھ ایسا ہی جیسے معنی کا تعلق لفظ کے ساتھ۔ اور اُسکے انتقالات اور انخلالات کی کیفیات
ایسے ہین کہ جیسے کیفیت تلفظ بولنے والے کے واسطے ہکلا ہو خواہ صاف گفتار اور انسان
کا عالم صغیر ہونا اسی وجہ سے ہی کہ اُسمین خود شناسی کی استعداد ہے کہ جو دوسرون مین
نہین ہے اور اسے تشریف وانعام کے سبب جسقدر مراحم واشفاق وشور وشر کہ اہل اشرف
المخلوقات پر ہوتے ہین دوسرون کو نصیب نہین اور خیال اس سے عبارت ہی کہ اہل جبل مین وہ علم
پریشان ہو باقتضاے مقتضیات اور بقدر اُن مقتضیات کے تعلقات پیدا ہون گو وہ اُس
کے علم مقررہ سے خارج ہون۔ اور جزا وسزا جو کچھ ہے سب ہین تا ہے اسکے بعد ہمہ نیست وہمہ
ہست ہی خدا ہم کو یہ عینیت حقہ بطفیل آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نصیب کرے ٥

تراب از حق ہمیشہ خواہد بحفظ شرع وطریق احمد ۔ خدای بدیع خدای گفتن بدگرد فکر خدای ماندن

یہ ہی اصل تصحیح خیال یعنی صدق توجہ الی اللہ کہ جو حقیقت تصوف ہی آئندہ خدا عالم ہی ہین نے جو کچھ

سمجھا لکھا یا اب جو کچھ کوئی اور سمجھے وہ اسکی سمجھ ہے مگر مجھے امید ہے کہ مین اعتراض و تردید سے محفوظ و مصئون رہونگا

وصل گو اب اسکا وقت ہی کہ مین دم بخود اور خموش ہو رہون کیونکہ لب لباب بیان کرنا چاہتا ہون نہ کہ داستان لیکن مجبور ہون کہ دل نہین مانتا اور چار و ناچار مجھ سے کچھ اور کہلواتا ہے۔ لہذا پاس خاطر کچھ اور تھوڑا سا بیان کر کے خموشی اختیار کرتا ہون اور خدا کے حوالہ کرتا ہون جاننا چاہیے کہ ذاتِ باری کی ایک ایسی لاابالی بارگاہ ہے کہ جہان من و تو نہین ہی۔ اور جب تک من و تو ہے سرگردانی ہے۔ ہر چند تقاضائے مظہریت یہ تھا کہ ہم آئینہ صفت ہوتے اور وہ اپنے حسن و جمال سے ہمارا جلوہ ربا ہوتا اور ممکن ہے کہ ہو مگر آئینہ بیچارہ کی کیا طاقت کہ سوای امید و بیم کے کچھ دم مارے۔ بیشک یہ جو کسی نے کہا ہے اسی کی شان مین کہا ہے کہ ؎

نگہدار خود را ز آئینہ بگذر	نگاہ تو پروای خود ہم ندارد

اتحاد صفات کی (کہ جو ظہور روحی ہی) ایک خاص کیفیت ہے کہ مجکو "مین" دکھلائی گئی ہی اور نفس اُس خیال کے مادہ کے مانند ہے کہ جسکو ظہور روحی سے تعبیر کرتے ہین اور یہ سب افعال اُسکے بخارات ہین لہذا مادہ کا تنقیہ ضروری ہے کہ جسکو نفس کی موت کہتے ہین اور اسکی علامت یہ ہی کہ اخلاق حمیدہ بطور ملکہ کے ہو جائین کہ یہی شریعت اور صراطِ مستقیم ہے اور دارالسلام اسی مرتبہ و مقام کا نام ہے بعد اسکے اور ترقی کرنا چاہیے وہ یہ کہ خیال تعین بھی اُٹھ جاے اور سوائے حق کے کچھ نہ رہے کیونکہ یہی خیال مبدا اثنینیت ہی اور فی الواقع جبتک ایک بال بھی خشک جسم مین رہجاتا ہے تو نہ غسل درست ہوتا ہے اور نہ طہارت حاصل ہوتی ہے اسیطرح جب تک خیال ہستی باقی ہے تب تک کشاکش اور آفت ہے اور خیال رفع اثنینیت کمال لازوال ہے اور یہ وہ مرتبہ ہے کہ جسمین کسی طور پر ہستی کی گنجائش نہین الآن کما کان ظاہر ہوگیا اور سواد الوجہ فی الدارین آشکار اور اس سب کے معنی یہ ہین کہ سالک اس طور پر

سلہ الفقر سواد الوجہ فی الدارین یعنی فقر دو جہان کی رو سیاہی ہے ۱۲

بالکلیہ فانی فی اللہ ہوجاے کہ اسکا ظاہر و باطن و دنیا و آخرت مین وجود نہ رہے اور اپنے عدم اصلی ذاتی کی طرف راجع ہو یہی فقرِ حقیقی ہے اور یہین سے یہ ارشاد ہے کہ اذا تم الفقر ھو اللہ[1] یہی مقام اطلاقِ ذاتی حق کا ہے یہان پر اعتباری غیریت کی بھی گنجایش نہین اور مجمع[2] اضداد و تعانق اطراف اسی مرتبہ سے مراد ہے اور یہی سواد الوجہ سواد اعظم ہے۔ جو کچھ تمام مراتب مین مفصل ہے وہ اس مرتبہ مین مجمل ہے جیسے درخت گٹھلی مین اور مجموع عوالم اسی مرتبہ کی تفصیل ہین اور سالک جب تک کہ نیستی تام (یعنی فناے مطلق) پر تحقق نہ ہو ہستی مطلق پر (کہ بقا باللہ ہے) متحقق نہین ہو سکتا ہے پس "سواد الوجہ" کہ جس سے مراد فناے کلیہ ہی "سواد اعظم" ہے کہ جو "بقا باللہی" مرتبہ ہے۔ اور نیستی از خود عین ہستی بحق ہے اور ہستی مطلق نیستی مطلق ہین معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ مرتبہ یعنی ہستی در نیستی سواے انسان کامل کے کسی کو میسر نہین اور اسی سبب سے انسان کامل اکمل موجودات اور سبب ایجاد عالم و نبی آدم ہے **سوال** فقر کیا ہے **جواب** شریعت نبوی پر استقامت اور دوام یادِ حق کو فقر کہتے ہین اس لیے کہ اسکی نسبت اس کے ساتھ ایسی ہے کہ جیسے لفظ کی مجاورت معنی کے ساتھ کہ ایک کی فروگذاشت سے دوسرا فوت ہوجاتا ہے یا دشوار۔ اور نردبان کمال اس تکمیل مین یہ ہے کہ سالک متخلق باخلاق ظاہری و باطنی تعین وحقیقت نبوی کے ہو اور اس تکمیل کا جزو اعظم یہ ہے کہ دو مخالف چیزون مین اسطرح کی مساوات ہو کہ ایک کی تساوی دوسرے کو مزاحم و محتجب نہ ہو ؎

رنج و شادی دو دگر دبود ماست

---

[1] ترجمہ جب فقر تمام ہوا تو وہی اللہ ہے ۱۲

[2] مجمع اضداد اور تعانق اطراف کے لفظی معنی یہ ہین کہ دو چیزین ایک دوسرے کی مخالف جو ایک جگہ یا ایک وقت مین جمع نہو سکتی ہون جمع ہو جائین۔ اور اصطلاح صوفیہ مین اس سے مراد ہویت مطلقہ ہی اور ہویہ مطلقہ حقیقۃ مطلقہ سے عبارت ہے کہ جو کل حقائق کو اس طرح سے شامل ہی کہ جیسے گٹھلی تمام درخت کو حالت غیب مین اور اسیکو مرتبہ لابشرط شے اور لاتعین اور واحدیت ذاتیہ وغیرہ وغیرہ کہتے ہین اور اسی مقام مین تنزیہ و تشبیہ جمع ہین ۱۲ منہ

سوال کشف و کرامت کیا ہے **جواب** کشف و کرامت سے مراد اپنے جمال کا اظہار باختلاف مظاہر ہے لیکن اُس کا آخر سینۂ[1] سالک کو سوائے اپنی ہستی کے کچھ نہ چاہیے جیسا کہ اسی طور پر مشاہدہ ہے غور کرنا چاہیے کہ مین نے کیا کہا ہے اور کتنا عمدہ پایا ہے

سوال بعد ترک دُنیا کے آیا دنیا سے کچھ ضرر بھی پہونچتا ہے یا نہین **جواب** ترک دنیا اگر دنیا کے واسطے ہی تو سراسر آفت ہے ورنہ جب سبکو ترک کیا تو پھر ضرر رسان چیز ہی کون باقی رہی۔ بالجملہ ؎

تو مباش اصلا کمال اینست و بس تو در وگم شو کہ توحید این بود	تو در وگم شو وصال اینست و بس گم شدن گم کن کہ تفرید[2] این بود

الحمد للہ کہ رسالہ لفظ "تفرید" تمام ہوا امید کہ یہ نادان کج مج زبان ژولیدہ بیان بھی بفیض یک نگاہِ مرشدی این و آن سے رہائی پاوے بلکہ رہائی سے بھی رہا ہو کر اس مقام پر پہونچے کہ جہان رسائی کی بھی نارسائی ہے اور یہ کہے۔ (حضرت صاحب)

دور شد از رُخ سرِ زلفِ رسا	در رسائی نارسائی یافتم

تمام شد
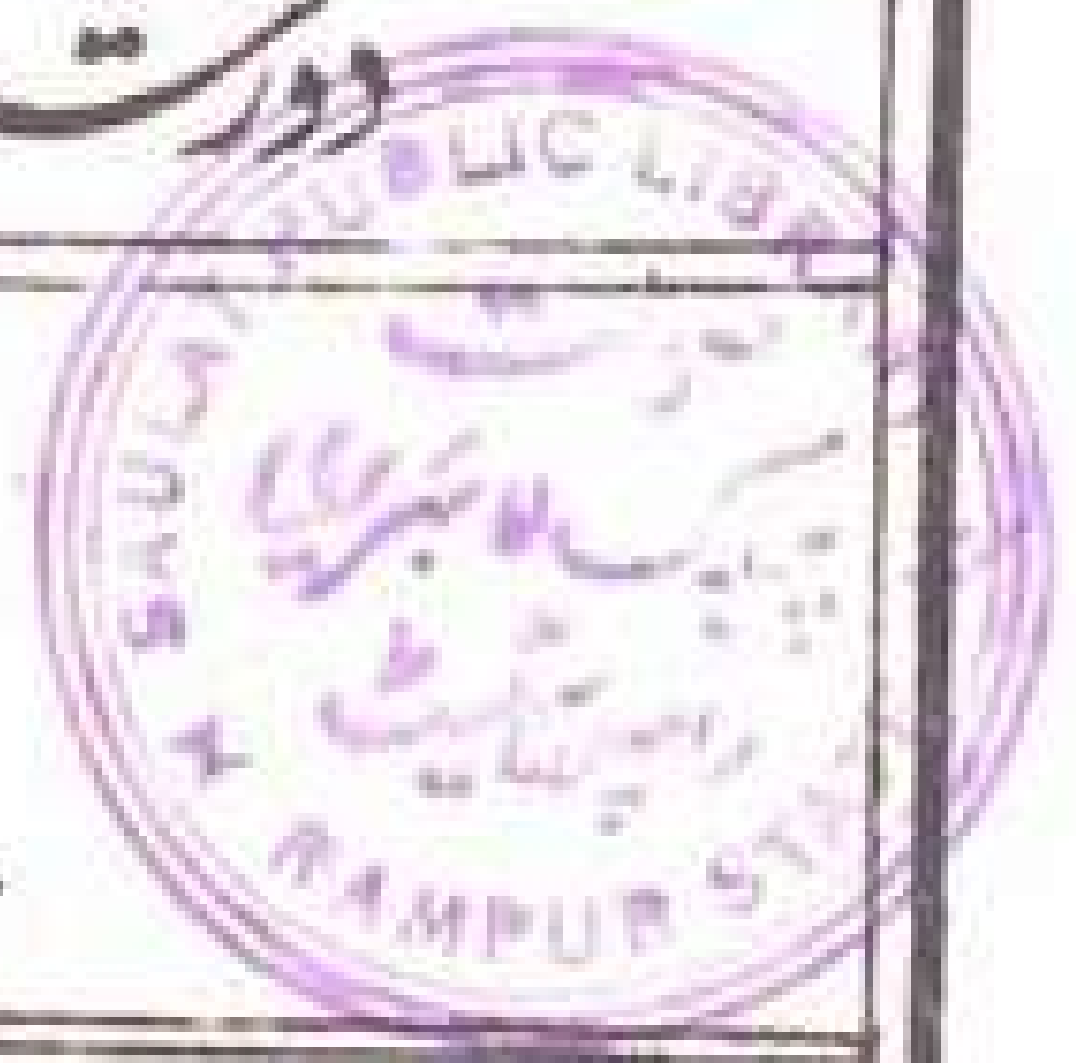
[1] سبحان اللہ کیسا عظیم الشان رمز ایک سیدھے سے لفظ "سینہ" مین ادا فرمایا ہے "سپند" کالے دانے کو کہتے ہین اس سے تجلی ذاتی مراد ہے جس کا رنگ تاریک ہے اور جس کو ماہیت الحقائق کہتے ہین کہ ہر جز و کل اس مین مندمج ہے جسطرح کل اکل درخت دانہ تخم مین مندمج ہوتا ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہی کہ بالآخر سالک کو کالا دانہ یعنی نقطہ ذات بحت جو کنز مخفی ہے محض اپنی ہستی معلوم ہو۔ اور جب تک یہ نہوگا من و تو کا قصہ در پیش ہے اور ملنا ملانا خاک نہین حضرت صاحب فرماتے ہین ؎ تا چو آئینہ صفائی یافتم ٭ بے خودی در خود نمائی یافتم ٭ زندی و مستی نگذارم سراب ٭ صد بلا دیار سائی یافتم

[2] تفرید کہتے ہین کسی عمل خیر کو اپنی ذات کیطرف منسوب کرنیکو اور بعضو نکے نزدیک تفرید غیر حق کو اپنی نظر سے دور کرنے اور حق کو آئینہ مین دیکھنے کو کہتے ہین"

باہتمام محمد قادر بخش مالک مطبع صبح المطابع جھوائی ٹولہ لکھنؤ۔ یکم مئی ۱۹۱۵ع

اس کارخانہ مین ہر قسم کا کام رنگین و بلان وغیرہ کا چھپ سکتا ہے اور حسب وعدہ وقت پر دیا جاتا ہے۔ پبلک بھی خادم سے دادِ قدر دانی دے

قطعاتِ تاریخ

رشحۂ قلم بلاغت رقم سر آمد سخنورانِ نامی قافلہ سالارِ دقیقہ سنجان گرامی جناب منشی نورالدین احمد صاحب کاکوروی متخلص بہ کیفی

تقی حیدر گرامی سخنانِ گل گلزار کاظم نے
کہ جن کا نام تاریخی نظام الدین حیدر ہے

کیا ہے ترجمہ اُردو مین کیا قول الموجہ کا
سمجھنے کیلیے سمجھانے والے کے برابر ہے

کیا ہی آشکارا بسر اسرار عرفان کو
عروسِ معرفت بزمِ سخن مین جلوہ گستر ہے

سراپا نور وحدت ہی حجاب جسمِ انسان مین
وہی پردہ کے اندر ہی وہی پردہ کے باہر ہے

یہ بندہ راز بھی ہی راز دار رب اکبر بھی
ضیاء مہر ہے یہ اور یہی خورشید انور ہے

تصوف مین بہت کم ہین کتابین بے نظیر ایسی
یہ نسخہ اہل عرفان کیلیے کبریتِ احمر ہے

مجھے تاریخ کی تھی جستجو ہاتف نے فرمایا
لکھو کیفی کہ۔ اجزاے تصوف کا یہ دفتر ہے
۳۳ ۱۳ ھ

جو سالِ عیسوی چاہو اسی مصرع سے اے کیفی
لکھو۔ بہ تبدیل اجزاے تصوف کا یہ دفتر ہے
عیسوی ۱۹ ۱۵

از بلند پروازی فکرتِ طیار فضاے فصاحت ترکتاز صحراے معنوی مولوی محمد عاصم صاحب المتخلص بہ قیس کاکوروی

مژدہ اے عارفانِ سر اکہ	دورِ جامِ مراد ہر طرف ست	کز تقی حیدر رہا یون فال
عام ایثار ہدیۃ الشرف ست	برلب قیس سال تاریخش	فال سر حدیث من عرف ست
		۳۳ ۱۳ ھ

ایضاً

صلا ای می پرستان حقیقت	کہ دورِ جام و فصل غنچہ و گل	تقی حیدر زہے ساقی مینوش

از حسنش فارغ از شبہ و تمثیل | مے خمخانۂ پاک قلندر | بکام دل ہمی ریزد ز قلقل

بپرس از قیس سنش سال تاریخ | لب پیر مغان و ساغر مل ۱۳۲۳ھ

از رسائی فکر بلند آسمان پیوند جان و جہان معانی پروری گوہر سخن را جوہری مولوی محمد عالم صاحب المتخلص بہ قیصری

یہ رسالہ جو چھپکے نکلا ہے
جسکو شایان سروری کہیے
شاہ انور کے ماہ انور کے
شمع تابان رہبری کہیے
بحر مواج علم مطلق ہین
ماورائے شناگری کہیے
مستیان انکی وہ بسیط جنھین
طلعت حسن دلبری کہیے
پاشتا رسالکان مین ایسے
بخت بیدار قیصری کہیے

اسکا کچھ حال سرسری کہیے
نو گل بوستان شاہ تقی
کیا مراتب کی برتری کہیے
دردمندان عشق کے حق مین
کاروان شناوری کہیے
اسکی آنکھین ہین وہ کرشمہ ساز
رنگش جام احمری کہیے
جام خوشرنگ مین ہے دختر رز
شمع پر نور انوری کہیے
آشنایان بحر ہو کے لیے

فیض کا اُسکے یہ کرشمہ ہے
ثمرہ شاخ حیدری کہیے
مہر رخشان کاظمی لکھیے
ہمہ اعجاز گستری کہیے
وصف اسکا ہو کیا کسی سے جسے
جنکو سلطان ساحری کہیے
اس رسالہ کا وصف کیا کہیے
یا کہ شیشے مین اک پری کہیے
شاہ انور کے فیض کا یہ بروز
موج فیض قلندری کہیے
۱۳۲۳ھ

از جوشی طبع بادہ اثر سخن فہم و سخن گستر مولوی مکرم احمد صاحب المتخلص بہ ساغر

بود از تصنیف شاہ انور رم
انکہ ذاتش آمدہ فخر سلف
یافتی ساغر بدور چشم مست

مختصر یک نسخہ از من عرف
ترجمہ کردش بآئین نوی
بہر سال طبع بے شور و شغف
تشنہ جام شراب من عرف
۱۳۲۳ھ

شہ تقی حیدر والا جناب
آن شہ عرفان مسرج شرف
گو میان میکدہ بر خاستہ